بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمجات متعلق پارہ نہم ۹

ضمیمہ نوٹ نمبر ۷ متعلق صفحہ ۲۶۳

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف یہ روایت منسوب ہے۔

کہ جب جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور لوگ ایمان لائے تو ہامان نے فرعون سے کہا کہ لوگ موسےٰ علیہ السلام پر ایمان لانے لگے تو اس پر تاکید کر کہ جو اُن کے دین میں داخل ہوتا جائے اُس کو قید کریں۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں سے جو بھی موسےٰ پر ایمان لایا تھا اُس کو قید کر دیا گیا۔ موسےٰ علیہ السلام فرعون کے پاس آئے اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے اُس نے نہیں مانا تو اللہ تعالےٰ نے اُسی سال میں اُن لوگوں پر طوفان بھیجا اور اُن کے مکانات اور آبادیوں کو ویران کر دیا یہاں تک کہ جنگلوں میں نکل گئے اور خیمے ڈالکر رہنے لگے اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ وہ طوفان کو ہم سے باز رکھے تو میں بنی اسرائیل اور ان کے سب ساتھیوں کو چھوڑ دوں۔ موسےٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی۔ خدا تعالےٰ نے طوفان کو اُن سے روک لیا۔ فرعون نے ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے مگر ہامان نے کہا کہ اگر تو نے بنی اسرائیل کو چھوڑا تو موسےٰ تجھ پر غالب آجائینگے اور تیری سلطنت جاتی رہیگی ہامان کی بات مان لی گئی اور بنی اسرائیل کو نہ چھوڑا گیا۔ دوسرے سال خدا تعالےٰ نے اُن پر ٹڈیاں بھیجیں تو نباتات اور درخت کی قسم سے جو کچھ تھا وہ سب کھا گئیں یہاں تک کہ اُن کے بالوں اور ڈاڑھیوں کو بھی کھانے لگیں۔ فرعون (اور فرعون والے) اس سے چیخ اُٹھے۔ اُنہوں نے کہا کہ اے موسےٰ! اپنے پروردگار سے دعا مانگو کہ ہم سے اِن ٹڈیوں کو روک لے تو میں بنی اسرائیل کو اور تمہارے اصحاب کو چھوڑ دوں گا۔ موسےٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی اُس نے ٹڈیاں اُن سے ہٹالیں اور ہامان نے اب بھی بنی اسرائیل کو نہ چھوڑنے دیا تو تیسرے برس خدا تعالےٰ نے اُن پر چچڑیاں (کلنیاں) بھیج دیں۔ جس سے تمام کھیتیاں اُن کی جاتی رہیں اور وہ بھوکے مرنے لگے۔ پھر فرعون نے موسےٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر چچڑیوں کا عذاب ہم سے دفع کر دو تو میں بنی اسرائیل کو چھوڑ دونگا۔ موسےٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی وہ چچڑیاں بھی جاتی رہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پہلے پہل چچڑیاں اُسی زمانہ میں پیدا ہوئی تھیں (التصریح) یہ چچڑیاں خاص قسم کی تھیں جو درختوں اور نباتات کو چٹ کر جاتی تھیں زمین کو چاٹ جاتی تھیں اور لباس کے اندر گھس کے بدن کو بھی کاٹتی تھیں تو سارے بدن پر چیچک سی نکل آتی تھی جس سے نیند بھی اُڑ جاتی تھی اور آرام و قرار بھی (بہرحال بنی اسرائیل کو اُس نے پھر بھی

نہ چھوڑا تو اللہ تعالےٰ نے اُس کے بعد مینڈکیاں بھیجیں اور اُن کے کھانے میں اور پینے میں مینڈکیاں ہی مینڈکیاں ہوگئیں اور روایت میں یہاں تک وارد ہوا ہے کہ اُن کے کانوں سے اور ناک سے اور اندامِ نہانی سے بھی مینڈکیاں ہی برآمد ہوتی تھیں اس سے بہت کچھ چیخے پیٹے اور موسےٰ علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگی کہ ہم سے ان مینڈکوں کو دفع کردو تو ہم آپ پر ایمان بھی لائینگے اور بنی اسرائیل کو بھی آپ کے ساتھ کردینگے۔ چنانچہ موسےٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی اللہ نے اُس بلا کو بھی اُن سے دفع کردیا۔ پھر بھی بنی اسرائیل کو چھوڑنے سے انکار ہی کیا تو اللہ تعالےٰ نے دریائے نیل کا پانی اُن کے لئے خون کردیا۔ قبطیوں کو تو خون نظر آتا تھا اور اسرائیلیوں کو پانی جب اسرائیلی اُسے پیتا تو پانی ہوتا اور جب قبطی اُسے پیتا تو خون۔ چنانچہ قبطی اسرائیلی سے یہ کہتے تھے کہ تم اپنے مُنہ میں پانی لیکر ہمارے مُنہ میں ڈال دو۔ پس وہ ایسا ہی کرتے تھے مگر قبطی کے مُنہ میں پانی آتے ہی خون بن جاتا تھا۔ اب اس سے بہت چیخے پیٹے اور سب نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر یہ خون کی مصیبت ہم سے دفع ہوگئی تو ہم بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ ضرور ہی بھیج دینگے مگر جب اللہ تعالےٰ نے خون کی مصیبت دفع کی تو پھر اُنہوں نے بغاوت کی اور بنی اسرائیل کو نہیں چھوڑا۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ نے اُن پر رجس کو نازل کیا جس سے مراد ہے برف آور۔ اس سے پہلے اُنہوں نے کبھی برف نہیں دیکھی تھی بہت سے اس میں مرگئے باقی روئے پیٹے۔ کیونکہ اُس سے اُنہوں نے وہ تکلیف پائی جو پہلے کبھی نہ پائی تھی۔ تب اُنہوں نے عرض کی کہ اے موسےٰ! تم اپنے پروردگار سے ہمارے واسطے بموجب اُس عہد کے جو اُس نے تم سے کیا ہے دعا کرو اگر تم نے یہ برف کا عذاب ہم سے دُور کردیا تو ہم تم پر ایمان بھی ضرور لے آئینگے۔ اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ ضرور ہی بھیجدیں گے موسےٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی۔ اُس نے برف کا عذاب اُن سے دور کردیا۔ اس موقعہ پر فرعون نے بھی بنی اسرائیل کو آزاد ہی کردیا جیسے ہی وہ آزاد ہوئے موسےٰ کے پاس جمع ہوگئے اور موسےٰ اُنہیں مصر سے لے نکلے۔ فرعون کے پاس سے جو جو بھاگے تھے وہ بھی موسےٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہوگئے۔ اب فرعون کو یہ خبر پہنچی تو ہامان نے کہا کہ میں نے تو بنی اسرائیل کے آزاد کرنے سے پہلے ہی منع کیا تھا۔ اب دیکھ! یہ لوگ اُس کے پاس جمع ہوگئے۔ فرعون پھر گھبرایا اور شہروں میں قاصد دوڑا دئے اور جمِ غفیر جمع کرکے موسےٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکلا (نتیجہ میں جس طرح غرق ہوگیا وہ مشہورِ عام ہے)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۴ متعلق صفحہ ۲۷۴

یہاں اُن کو علم پہنچانے اور اُن سے اقرار لینے کا یہ مطلب ہے۔ کہ اپنی ربوبیت کی دلیلیں اُن کے لئے قائم کردیں اور اُن کی عقلوں میں ایسی ترکیب پیدا کی کہ وہ سمجھ بوجھ کر اقرار کریں۔ پس اِن کا اپنی ذات کے لئے یہ گواہی دینا مثال کے طریقہ پر ہے اور اسکی نظیر خدا تعالےٰ کا یہ کلام موجود ہے۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (دیکھو صفحہ ۴۳۲ سطر ۳) نیز یہ قول فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا

کیں اس نے آسمان و زمین کا علم دیا ہم کو جو نشی یا کرامت حاصل ہے۔ دونوں کے نام تجویزی حاصل ہیں۔

طَآئِعِیْنَ (دیکھو صفحہ ۶۱ سطر ۹) اب یہ ظاہر ہے کہ یہاں حقیقتاً کچھ کہنا سُننا نہیں ہے بلکہ مثال اور مطلب کی تصویر ہے اسی طرح جس وقت لوگوں کے نفوس اپنے آباؤ اجداد کے صلب میں روحانی حیثیت سے اصلی معنوں میں تھے اور وہ اِن حقیقتوں کے اصلی ودیعے تھے تو اُن کے آباؤ اجداد کو خدا تعالےٰ نے لفظِ ظہور سے تعبیر فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ یہ نفوس اُنہی سے ظاہر ہونے والے تھے یا یہ مطلب ہے کہ نوری صورت میں اس کے نزدیک اپنی اپنی ذات میں ظاہر تھے تو اَشْھَدَ ھُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِھِمْ کا یہ مطلب ہوگا کہ اُسی حالت نورانی و روحانی میں ایسے قوائے عقلی عنایت فرمائے تھے کہ خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کو اُسی طرح سمجھ سکتے تھے جیسے دنیا میں جسمانی قوتوں کے ذریعے سے ظاہری خطاب کو سُنتے ہیں اور اُنہی عقلوں کی زبانوں سے یہ جواب بھی دیا تھا کہ بیشک تو ہمارا پروردگار ہے تو نے ہم کو یہ وجود قدسی اور ربانی عطا فرمایا ہے۔ ہم نے تیرا کلام سُنا اور تیرے خطاب کا جواب عرض کیا اور یہ کچھ بعید بات نہیں ہے کہ ایسا بولنا ملکوتی زبان سے عالمِ مثالی میں ہوا ہو جو عالمِ عقل سے ماوراء ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ اُس عالم میں ہر چیز کی ملکوتی قوت موجود ہے جس کی طرف خدا تعالےٰ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ۔ دیکھو صفحہ ۷۱۱ سطر ۱۰) ملکوت سے مراد ہے قوتِ باطنی۔ اور ہر ذرہ کی ایک ملکوتی زبان ہے جو تسبیح و تمجید و تہلیل و تحمید و توحید میں ہر وقت مصروف رہتی ہے۔ وہی وہ زبان ہے جس کے ذریعے سے کنکریاں اور پتھریاں جناب رسولِ خدا کے دستِ مبارک میں گویا ہوئیں اور اسی کے ذریعے سے قیامت کے دن زمین باتیں کرے گی یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا (دیکھو صفحہ ۹۵۸ سطر ۴) اور اسی کے ذریعے سے اعضاء و جوارح بات کریں گے جیسا کہ فرمایا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ (دیکھو صفحہ ۷۶۳ سطر ۹)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۲۷۶

پارۂ اوّل کے نوٹ نمبر ا صفحہ ۹ میں جہاں اِس مضمون کو حل کرنا چاہیئے تھا وہاں نہیں کیا گیا اس لئے اُس کو اِس جگہ لکھتے ہیں

وہاں جو خدا تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ ہم نے آدم علیہ السلام کو اسماء کُل کے کُل تعلیم کئے اس کے متعلق تفسیروں میں مختلف روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے کُل پہاڑوں کے نام۔ کُل سمندروں کے نام کُل میدانوں کے نام۔ ہر طرح کی نباتات کے نام اور ہر قسم کے حیوانات کے نام۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آدم علیہ السلام کا وہ علم کیا کیا تھا، فرمایا کُل زمینوں کا علم تھا۔ کُل پہاڑوں کا علم تھا۔ کُل میدانوں کا علم تھا۔ کُل گھاٹیوں کا علم تھا۔ پھر حضرتؑ کے نیچے جو فرش بچھا ہوا تھا اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس فرش تک کا علم بھی اُن کو سکھایا گیا تھا۔ تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں بحوالہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام منقول ہے کہ آدم علیہ السلام کو ہر چیز کے نام سکھا دئے تھے۔ انہاں جملہ انبیا ئے خدا کے نام بھی تھے۔ اولیا ئے خدا کے نام بھی تھے اور خدا کے سرکش دشمنوں کے نام بھی تھے۔

قولِ صاحب تفسیرِ صافی۔ اسماء کی تحقیقات اور مختلف روایتوں میں موافقت پیدا کرنے کیلئے ضرور ہے کہ ہم بعض اسرار بیان کر دیں جن سے تمام مطلب صاف طور سے سمجھ میں آ جائے۔ یہاں تعلیم اسماء سے مراد اُن اسماء کی تعلیم نہیں ہے جو فقط معنی پر دلالت کیا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ تو تعلیم لغت ہوئی اور لغت کوئی ایسا علم نہیں ہے کہ اُس کے ذریعے سے فرشتوں کے مقابل فخر کیا جائے اور اُن پر فضیلت حاصل ہو جائے۔ بلکہ اسماء سے مراد اُس پیدا ہونیوالی مخلوقات کی حقیقت ہے جو عالم جبروت میں تھی جس کو ایک گروہ کلمات کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ دوسرا اسماء سے۔ تیسرا عقول سے۔ اور یہ سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ حقیقی مراد اُس مخلوق کے وجود میں آنے کے اسباب ہیں یا اُسکی ہر قسم کی قوت مرتبہ جس کے ذریعہ سے وہ مخلوق پیدا ہوگی مدّتِ معیّنہ تک رہیگی اور روزی پائیگی (اسماء سے خدا تعالٰے کی مراد یہی ہے اس لئے کہ یہ مخلوق عالم ظہور میں ظاہر ہوکر اپنے ظاہر کرنیوالے پر اسی طرح دلالت کرتی ہے جیسا کہ اسم مسمّٰی کو بتلایا کرتا ہے کیونکہ دلالت جیسے لفظ سے ہوسکتی ہے ویسے ہی ذات سے بھی ہوسکتی ہے اصل معنی اور مطلب کے بتلانے میں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور اللہ کے نام مخلوق کے نام سے مشابہ نہیں ہوتے اسی لئے حدیث میں کبھی کبھی اُن سے کل مخلوق مراد لیگئی ہے کیونکہ مخلوق سب کی سب اُن اسماء کی مظاہر ہے اسلئے کہ انکی پوری پوری صفات مخلوق ہی میں ظاہر ہوتی ہیں یعنی لطف و قہر کی ساری صفتیں اولیائے خدا میں ظاہر ہیں اور قہر کی ساری صفتیں دشمنان خدا میں اور اسی امر کی طرف اُس حدیث قدسی میں اشارہ کیا گیا ہے جو خدا تعالٰے نے اُسوقت فرمائی جبکہ فرشتوں کو آدم علیہ السّلام کی طرف سجدہ کرنیکا حکم دیا گیا چنانچہ خدا تعالٰے نے فرمایا کہ اے آدم! یہ صورتیں میری مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ یہ تو محمدؐ ہے اور میں حمید ہوں جسکے افعال کی تعریف ہی تعریف ہوگی میں نے اُس کے لئے ایک نام اپنے نام سے نکالا ہے اور یہ علیؑ ہے اور میں علی العظیم ہوں۔ اس کے لئے بھی میں نے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اسی طرح سلسلہ حدیث کا چلا گیا ہے تو مطلب نام کو نام سے نکالنے کا یہ ہے کہ اپنی صفت کو اس میں ظاہر کیا ہے۔ اور اصل کی بناء یوں ظاہر کر رکھی ہے تاکہ جو اصل کو نہ سمجھے وہ سبب کو سمجھکر مسبب تک پہنچ جائے اور آدم علیہ السّلام کو کُل اسماء کی تعلیم دینے سے یہ مطلب ہے کہ اُن کو ایسے اجزاء سے پیدا کیا جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور قوتیں اُن میں ایسی رکھیں جو ایک دوسری کی ضد تھیں جس سے طرح طرح کی باتیں سمجھنے کی استعداد پیدا ہوگئی خواہ وہ معقولات سے ہوں یا محسوسات سے یا متخیلات سے ہوں یا موہومات سے نیز اُن کو ایسا الہام عطا فرما دیا جس سے چیزوں کی ذات کو بھی پہچان لیں اور خواص کو بھی علم کے اصول بھی سمجھ لیں اور صنعتوں کے قانون بھی اور اُن کے حالات کی کیفیت بھی اور خدا کے دوستوں اور دشمنوں کے مابین تمیز بھی کر لیں۔ پس اسی معرفت کا آ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ آدم خدا تعالٰے کے اسمائے حسنٰے کے پورے پورے مظہر تھے اور اُس مرتبۂ یکتائی تک پہنچ گئے تھے جس کی وجہ سے تمام قسم کی موجودات سے اُن کا مرتبہ بڑھا ہوا تھا اور وہ اُس مقام اصلی کی طرف رجوع کی قابلیت پیدا کر چکے تھے جس سے کہ وہ آئے تھے ور خدا تعالٰے کی کتاب کبیر ہونے کے لئے منتخب ہو گئے تھے جس سے مراد عالم اکبر ہے اور جس کو جناب

امیرالمومنین علیہ السلام یوں فرماتے ہیں۔ وَفِیْكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ دیکھو قرآن مجید مترجم صفحہ ۳ نوٹ نمبر ۲)

قول مترجم۔ لفظ اسم اور اسماء کی تشریح کے لئے ہم صاحب تفسیر صافی کی ایک دوسری تقریر بھی نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اسم وہ ہے جو مسمّٰے پر دلالت کرے اور اس کے سمجھ لینے کا ذریعہ ہو جائے پس بعض اسم تو ایسے ہیں کہ ان سے مسمّٰے کی کوئی صفت ظاہر ہوتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان میں اس قسم کا اظہار نہیں ہوتا۔ پس اول قسم والے موصوف کی ذات پر ایک معیّن صفت کے ذریعہ سے دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً لفظ رحمٰن اس ذات پر دلالت کرتا ہے جو صفت رحمت سے متّصف ہو اور لفظ قہّار اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس میں قہر پایا جائے وغیر ذالک۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے معنی میں اسم اس مظہر پر دلالت کرے جس میں کسی ذات کی صفت اس شان سے پائی جائے کہ وہ مظہر بھی اسی صفت سے متصف ہو مثلاً نبی کہ وہ خدا تعالےٰ کی ہدایت کا مظہر ہے لہذا خدا کے اس اسم کا بھی مظہر ہوا۔ اَلْهَادِيْ لِعِبَادِهٖ (اپنے بندوں کو ہدایت کرنے والا) اس اعتبار سے لفظوں سے جو نام پیدا ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اسماء الاسماء یا ناموں کے نام ہیں۔ کسی نے جناب امام رضا علیہ السلام سے اسم کے بارے میں دریافت کیا تھا کہ وہ اصل میں کیا ہے۔ فرمایا کہ موصوف کی صفت ہے۔ حضرتؑ کے اس جواب سے دو معنی پیدا ہوتے ہیں ایک لفظ اور دوسرے مظہر حالانکہ مظہر ہی میں زیادہ ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسم سے وہ معنی ذہنی مراد ہوتے ہیں جو لفظ سے سمجھے جاتے ہیں اسی بنا پر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث ہے کہ جس شخص نے خدا تعالےٰ کی عبادت محض وہم پر کی وہ تو یقیناً کافر ہوا اور جس نے اسم اور معنی دونوں کی عبادت کی وہ مشرک ہوا اور جس شخص نے اس معنی کی عبادت کی جس پر تمام اسماء ان صفات کے ساتھ دلالت کرتے ہیں جن سے اس معنی نے اپنی ذات کو بیان کیا ہے اور اسی پر اپنے دل کی پوری توجہ صرف کی اور اسی کا ذکر ظاہر و باطن اپنی زبان پر جاری کیا ایسے ہی لوگ سچے مومن ہیں۔ تو حضرتؑ کی مراد یہاں اسم سے وہ ذات ہے جو لفظ سے سمجھ میں آجاتی ہے خود لفظ نہیں اس لئے کہ لفظ کی عبادت نہیں کی جاتی اور معنی سے وہ ذات مراد ہے جس پر لفظ صادق آتا ہے۔ پس اسم تو ایک ذہنی معنی ہے اور اصل معنی موجود عینی ہے اور مسمّٰے وہی ہے۔ اور اسم و مسمّٰے دونوں الگ الگ ہیں مثلاً انسان کا وہ مطلب و معنی جو تمہارے ذہن میں موجود ہے وہ مطلب انسان نہیں ہے نہ اس میں جسمیت ہے نہ حیات ہے نہ حس و حرکت ہے نہ نطق ہے نہ کوئی اور شے ہے جو خواص انسانی سے ہو۔ صاحب تفسیر صافی کہتے ہیں کہ اس مضمون میں جب غور کرو گے تو حدیث کے معنی اچھی طرح سمجھ میں آجائینگے۔ اب اس تمہید کے بعد سمجھو کہ خدا تعالےٰ کے جتنے اسماء ہیں ان میں سے ہر اسم کے لئے موجودات میں سے ایک مظہر ضرور موجود ہے جس میں اسی صفت کا ظاہر ہونا غالب ہے جو اس اسم سے ظاہر ہوتی ہے اور وہ اللہ کا نام اس اعتبار سے ہے کہ اسی صفت سے متصف ہونے کے سبب خدا کی

ذات پر دلالت کرنے والا ہے اور صورت اُس کی یہ ہے کہ خدا تعالے اپنے اسماء میں سے ایک ایک اسم کے ذریعے سے اپنی طرح طرح کی مخلوق میں سے ہر ہر نوع کو پیدا بھی فرماتا ہے اور اُن کی تدبیر بھی کرتا ہے۔ اِس طرح سے گویا وہ اسم رب النوع ہے اور خدا تعالے رب الارباب ہے۔ اسی مضمون کی طرف کلام اہل بیت علیہم السلام میں آنحضرتؐ کی دعاؤں میں اِس طرح سے اشارہ ہوا ہے کہ فرماتے ہیں وَبِالْاِسْمِ الَّذِيْ خَلَقْتَ بِهِ الْعَرْشَ وَبِالْاِسْمِ الَّذِيْ خَلَقْتَ بِهِ الْكُرْسِيَّ وَبِالْاِسْمِ الَّذِيْ خَلَقْتَ بِهِ الْاَرْوَاحَ (اُس اسم کا واسطہ جس سے تو نے عرش کو پیدا کیا اور اُس اسم کا واسطہ جس سے تو نے کرسی کو پیدا کیا اور اُس اسم کا واسطہ جس سے تو نے رُوحوں کو پیدا کیا) اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ واللہ خدائے تعالے کے اسمائے حُسنےٰ ہم ہیں کہ بغیر ہماری معرفت کے خدائے تعالے بندوں کا کوئی عمل قبول نہ کریگا جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ حضرات خدائے تعالے کی ذات کی شناخت کا وسیلہ ہیں اور اُس کی صفات کے ظہور کا واسطہ اور اُس کی مخلوقات کی انواع کے رب النوع کسی شخص کو کل اسماء کا علم حاصل ہو نہیں سکتا سوائے اُس صورت کے کہ وہ اُن سب کا مظہر بھی ہو اور اُس کی جبلت میں اُن سب کے قبول کی استعداد بھی ہو۔ اب یہ جو کچھ ہم بیان کر چکے اس کو سمجھنے کی کوشش کرو اور خدا سے دعا کرو تو انشاءاللہ تعالے راہ راست پا لوگے۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۴ متعلق صفحہ ۲۸۰

نیز فرمایا جناب امیرالمومنین علیہ السلام نماز صبح پڑھا رہے تھے۔ اور ابن الکوا حضرتؑ کے پیچھے تھا۔ اُس نے بلند آواز سے یہ آیت پڑھی وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۴۲۲ سطر ۶) تو حضرتؑ تعظیم قرآن کی وجہ سے خاموش ہو گئے۔ جب وہ آیت سے فارغ ہوا تو حضرتؑ نے اپنی قرأت پھر شروع کی۔ ابن الکوا نے اُسی آیت کو پھر دُہرایا۔ حضرتؑ پھر خاموش ہو گئے پھر قرأت شروع کی تو ابن الکوا نے پھر اعادہ کیا پھر بھی حضرتؑ خاموش ہو گئے اور اُس کے ختم کرنے پر فرمایا۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۶۵۵ سطر ۳) اس کے بعد حضرتؑ نے اُس سُورت کو پورا کیا جس کو پڑھ رہے تھے اور رکوع کیا۔

قول صاحب تفسیر صافی۔ جو روایتیں نوٹ میں اور ضمیمہ میں بیان کی گئی ہیں اُن سے ظاہر قرآن کے موافق یہی سمجھ میں آتا ہے کہ جب قرأت بالجہر ہو رہی ہو تو اُس کا سُننا اور خود خاموش رہنا واجب ہے مگر علمائے فریقین نے یہاں حکم وجوب نہیں سمجھا ہے بلکہ استحباب پر اور سنت مؤکدہ ہونے پر محمول کیا ہے بلکہ جب مخالف کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں اور تقیہ نہ ہو تو گو اُس کی قرأت سننے میں آتی ہو تاہم اپنی قرأت کا حکم صاف وارد ہے۔ اگرچہ مخالف کے ساتھ بدون تقیہ بھی اقتدا کرنا ممدوح ہے۔ لیکن ایسی صورت میں اپنی قرأت کے ترک نہ کرنے کا حکم وارد ہوا ہے۔

قولِ مترجم۔ یہاں تقیہ سے مراد خاص ایسا تقیہ ہے جو جان کے خوف سے کیا گیا ہو۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۲۸۱

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (اے رسولؐ تم کہدو کہ مالِ غنیمت اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا ہے) اُن دونوں کو اختیار ہے جس طرح چاہیں صرف کریں۔ تہذیب الاحکام میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے فئے اور انفال کے بارے میں منقول ہے کہ جو زمین اس طرح ہاتھ آئے کہ اُس میں نہ خون بہایا گیا ہو (اور نہ اُس میں جہاد کی نیت سے گھوڑے دوڑائے گئے ہوں) بلکہ کسی قوم سے مصالحت کی گئی ہو اور انھوں نے اپنے ہاتھ سے کچھ دیا ہو اور جو زمین غیر آباد پڑی ہو یا پانی کی تہ میں ہو یا پانی کے راستے میں ہو یہ سب کی سب فئے اور انفال میں داخل ہے اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی ملکیت ہے اور اللہ کا حصہ بھی اُس کے رسولؐ ہی کے اختیار میں ہے کہ جس مصرف میں چاہے اُس کو صرف کرے اور بعد رسولؐ کے امام کو بھی وہی حق حاصل ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انفال وہ زمینیں ہیں جن کے اوپر گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے گئے ہوں۔ یعنی اُن کے حاصل کرنے میں کد و کوشش نہ کی گئی ہو یا جس قوم سے مصالحت ہوگئی ہو یا جس قوم نے اپنے ہاتھ سے کچھ دیا ہو اور ہر زمین ویران اور پانی کے راستے کہ یہ سب جناب رسولِ خدا کی ملکیت ہیں اور آپکے بعد امامِ وقت کی کہ جہاں چاہیں وہ اپنے اختیار سے خرچ کریں۔ نیز انہی حضرتؑ سے کئی حدیثوں میں منقول ہے کہ جو شخص بغیر وارث چھوڑے مر جائے اُس کا مال داخلِ انفال ہے۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ ہماری اطاعت اللہ نے فرض کی ہے۔ انفال بھی ہمارے لئے ہیں اور چیدہ مال بھی ہمارے لئے ہے۔

تفسیرِ عیاشی میں جنابِ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ انفال ہمارا حق ہے۔ کسی نے عرض کی کہ انفال کیا ہے؟ فرمایا کہ معدنیات بھی اُن میں سے ہے اور جنگلات بھی اور ہر وہ زمین بھی جس کا کوئی مالک نہو اور ہر وہ زمین بھی جس کے رہنے والے مر گئے ہوں۔ یہ سب ہمارا حق ہے۔ نیز فرمایا کہ مفتوحہ ممالک میں سے جو جاگیر کہ بادشاہوں کا حق ہو وہ داخلِ انفال ہے۔ الجوامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انفال میں ہر وہ چیز داخل ہے جو بغیر لڑائی کے کفار کے ملک سے ہاتھ آئے اور ہر وہ زمین جس سے اُس کے رہنے والے بغیر لڑائی کے نکل جائیں جس کو فقہاء کی اصطلاح میں فئے کہتے ہیں۔ نیز غیر آباد زمینیں جنگلات پانی کے راستے۔ بادشاہوں کی خاص جاگیریں اور ہر اُس شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہو یہ سب اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا مال ہے اور بعد رسولؐ اللہ کے اُس شخص کا جو منجانب اللہ رسولؐ اللہ کا قائمقام ہو۔ تفسیرِ قمی میں ہے کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے انفال کے بارے میں سوال کیا گیا تھا حضرتؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ آبادیاں ہیں جو ویران ہوگئی ہوں اور اُن کے باشندے جلاوطن ہوگئے ہوں۔ کہ اب وہ اللہ کی ملکیت ہیں اور اللہ کے رسولؐ کی اور جنابِ رسولِ خدا کے بعد امامؑ کی۔ اسی طرح ممالک

مفتوحہ میں سے جو بادشاہوں کی مخصوص ملکیت ہو وہ بھی مالِ امام ہے اور جن زمینوں کے حاصل کرنے میں گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے گئے ہوں وہ اور ہر وہ زمین جس کا کوئی ملک نہ ہو اور جن میں سے معدنیات نکلیں وہ اور اُس شخص کی میراث جس نے کوئی وارث نہ چھوڑا ہو وہ سب داخلِ انفال ہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ آیت فتح غزوۂ بدر کے دن نازل ہوئی جبکہ مخالف گروہ شکست کھا کر بھاگ گیا تو اصحاب جنابِ رسولِ خدا تین قسم کے تھے۔ ایک گروہ اُن لوگوں میں سے تھا جو خیمہ جنابِ رسولِ خدا کے پاس قائم رہے تھے اور دوسرا وہ تھا جنہوں نے مال لوٹا۔ اور تیسرا وہ تھا جنہوں نے بھاگتوں کا پیچھا کیا اور لوگوں کو قید بھی کیا اور مالِ غنیمت بھی جمع کیا جب سب غنیمت اور قیدیوں کو یکجا جمع کر چکے تو انصار نے قیدیوں کے بارے میں گفتگو شروع کی اور اللہ تعالےٰ نے یہ ہدایت فرمائی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ (دیکھو صفحہ ۲۹۵ سطر ۱) جب اللہ تعالےٰ نے اُن کے لئے قیدی اور مالِ غنیمت مباح قرار دیدے تو سعد ابنِ معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ! آخر ہم محروم کیوں رہیں۔ نہ تو ہم نے جہاد سے دست کشی کی اور نہ ہم نے دشمن کے پیچھے دوڑنے سے بزدلی کا اظہار کیا بلکہ ہم تو اس اندیشے سے ٹھہرے رہے کہ اگر آپ کے موقعے کو خالی پائیں تو ایسا نہ ہو کہ اُن کا گروہ ادھر آپڑے۔ اسی لئے حضور کے خیمہ کے پاس بڑے بڑے مہاجرین اور انصار جمع رہے اور ان میں سے ایک بھی نہیں سرکا۔ اب یا رسول اللہ! آدمی تو بہت سے ہیں اور مالِ غنیمت تھوڑا ہے اگر آپ نے انہی لوگوں کو دیدیا تو آپ کا ساتھ دینے والوں کے لئے تو کچھ بھی نہیں بچیگا۔ خوف اس شخص کو یہ تھا کہ کہیں جنابِ رسولِ خدا غنیمت اور مقتولین کے مال کو جہاد کرنے والوں ہی پر تقسیم نہ کردیں اور اُن لوگوں کو جو خیمہ کے پاس موجود رہے کچھ بھی عطا نہ کریں اسی وجہ سے اُن میں اختلاف ہُوا تھا اور اسی بنا پر اُنہوں نے آنحضرتؐ سے یہ سوال کیا تھا کہ آخر یہ غنیمت حق کس کا قرار پایا۔ تو اس کے بارے میں خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ ۖ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ ۚ (دیکھو صفحہ ۲۸۱ سطر ۶) اب لوگ سمجھے کہ مالِ غنیمت میں اُن کا کچھ حصہ ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ الخ (دیکھو صفحہ ۲۸۹ سطر ۱) پس جنابِ رسولِ خدا نے وہ مالِ غنیمت بحصۂ مساوی اُن سب لوگوں میں تقسیم کردیا۔ اس پر سعد ابنِ ابی وقاص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ایک لڑنیوالے کو جس نے قوم کی حمایت میں جان لڑا دی ایک کمزور کے برابر جو اپنی جگہ ہی بیٹھا رہا عطا فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تم کو جو مدد ملتی ہے وہ اِن کمزوروں ہی کی (دعاؤں کی) بدولت ملتی ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے غنیمتِ بدر میں سے خمس نہیں لیا۔ بدر کے بعد سے خمس لینا شروع فرمایا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۴ متعلق صفحہ ۲۸۳

تفسیر قمی میں ہے کہ غزوۂ بدر کا اصلی سبب یہ تھا کہ قریش

کا تجارتی قافلہ ملک شام کی طرف گیا تھا جس میں اُن کی بڑی بڑی رقمیں لگی ہوئی تھیں۔ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ مدینہ سے نکلیں اور اس قافلے کو گرفتار کرلیں اور اُن کو یہ بھی خبر دی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے حتمی وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک پر مجھے فتح عنایت فرمائیگا یا قافلۂ تجارتی پر یا اعیانِ قریش پر اسی بنا پر آنحضرتؐ تین سو تیرہ اصحاب کو لیکر نکل کھڑے ہوئے اور بدر کے قریب قریب جا پہنچے اُدھر ابوسفیان قافلۂ تجارتی کا سردار تھا اُسے جب یہ اطلاع ملی کہ آنحضرتؐ قافلۂ تجارتی کی مخالفت کے خیال سے نکلے ہیں تو وہ بہت ہی ڈرا اور شام کی طرف جلد جلد چلا۔ جب مقام نقرہ پر پہنچا تو اُس نے ضمضم ابنِ عمرو خزاعی کو دس اشرفی اجرت پر مقرر کیا اور ایک نوجوان اونٹنی اُس کو عطا کی اور اُس سے یہ کہا کہ تو قریش کے پاس چلا جا اور اُن کو یہ خبر پہنچا دے کہ محمدؐ اور نوجوانانِ اہل یثرب تمہارے قافلہ کی گرفتاری کی نیت سے نکل کھڑے ہوئے اب تم اپنے قافلہ کی خبر لو اور ابوسفیان نے اس شخص کو یہ بھی وصیت کی کہ اپنے ناقہ کی ناک میں نکیل ڈال لے اور اُس کے کان کاٹ ڈالے کہ خون بہتا ہوا جائے اور اپنا کپڑا آگے پیچھے سے پھاڑ ڈالے اور جب مکہ میں پہنچے تو اپنا منہ اُونٹ کی دُم کی طرف کرلے اور بہت بلند آواز سے چیخ کر یہ کہے کہ اے آلِ غالب! اے آلِ غالب! لطیمہ۔ لطیمہ۔ قافلہ لٹ گیا۔ قافلہ لٹ گیا۔ خبر لو۔ خبر لو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم خبر نہیں لیتے اور وہاں محمدؐ اور نوجوانانِ اہلِ یثرب تمہارے قافلہ کو لوٹنے پر مستعد ہوگئے۔ الغرض ضمضم تیز تیز مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ یہاں عاتکہ بنت عبد المطلب نے ضمضم کے پہنچنے سے تین دن پہلے خواب میں دیکھا کہ ایک سوار مکہ میں آیا ہے اور وہ آواز دے دیکر یہ کہتا ہے کہ اے آلِ عذراء! اے آلِ عذرا! تیسری صبح کو تم اپنے اپنے مقتلوں میں پہنچ جاؤ گے۔ پھر وہ اپنے اونٹ کو کوہِ ابوقبیس پر لے گیا اور وہاں سے ایک پتھر اٹھا کر اُسے پہاڑ پر دے مارا اور قریش کا کوئی گھر ایسا باقی نہ بچا کہ اُس پتھر کی کرچ اُس میں نہ پہنچی ہو۔ اور وادیٔ مکہ کا نشیبی حصہ سب خون سے بھر گیا۔ یہ دیکھکر عاتکہ خوف زدہ بیدار ہوئیں اور عباسؓ کو اس خواب کی خبر دی۔ عباسؓ نے اُس کی خبر عتبہ بن ربیعہ کو کی۔ عتبہ نے کہا کہ یہ کوئی نئی مصیبت قریش پر آنے والی ہے اور اس خواب کو تمام قریش میں افشاء کردیا۔ ابوجہل کو جب یہ خبر ملی تو اس نے کہا عاتکہ نے کوئی خواب نہیں دیکھا لات وعزےٰ کی قسم یہ اولادِ عبد المطلب میں سے دوسری نبیہ بننا چاہتی ہے۔ ہم تین دن انتظار کریں گے اگر عاتکہ نے جو کچھ دیکھا ہے وہ سچ ہے تو جیسا اس نے دیکھا ہے ہوجائیگا اور اگر اس کے خلاف ہوا تو آپس میں ایک نوشتہ لکھیں گے کہ بنی ہاشم کے مردوں یا عورتوں سے جھوٹا خاندان عرب بھر میں اور کوئی نہیں ہے جب اسے ایک دن گذر گیا تو ابوجہل نے کہا لو ایک دن تو گذر گیا جب دوسرا دن ہوا تو ابوجہل نے

؎ لطیمہ سے قریش کا وہ قافلہ مراد ہے جس کو ابوسفیان ملک شام سے لیکر آیا تھا اور اس میں قریش کا مال موجود تھا اور اُس میں قریش کے چالیس شتر سوار بھی تھے۔ ۱۲ مترجم

کہا تو یہ دو دن بھی گذر گئے۔ اب تیسرا دن ہونا تھا کہ ضمضم وادی مکہ سے یہ چیختا ہوا آیا۔ اے آلِ غالب! اے آلِ غالب! لطیمہ لطیمہ۔ قافلہ قافلہ۔ خبر لو۔ خبر لو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم تو خبر نہیں لیتے اور اُدھر محمدؐ اور نوجوانانِ یثرب تمہارے قافلے کو لوٹنے کے لئے جس میں تمہارے خزانے ہیں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے تمام مکہ میں شور مچا دیا اور لڑائی کے لئے نکلنے کی تیاری ہونے لگی۔ سہیل ابنِ عمرو۔ صفوان ابنِ امیہ اور ابوالبختری ابن ہشام۔ نُبیہ و مُنبّہ پسرانِ حجاج و نوفل ابنِ خویلد آمادہ ہو گئے۔ اُنہوں نے کہا کہ اے گروہِ قریش! واللہ اس سے زیادہ کوئی سخت مصیبت تم پر پڑی ہی نہیں کہ محمدؐ اور نوجوانانِ اہلِ یثرب لالچ میں آ جائیں۔ اور تمہارے قافلے کو لوٹنا چاہیں جس میں تمہارے خزانے ہوں واللہ کوئی قریشی مرد اور کوئی قریشی عورت ایسی نہیں ہے جس کا اس قافلے میں کچھ نہ کچھ حصّہ نہو۔ مدد کے لئے مستعد ہو جاؤ اور یہ سمجھ لو کہ اس سے زیادہ کوئی ذلّت اور حقارت ہو ہی نہیں سکتی کہ محمدؐ کو تمہارے مال کے لینے کی خواہش پیدا ہو اور وہ تم میں اور تمہارے مالِ تجارت میں جُدائی ڈالدے۔ صفوان ابنِ امیہ نے پانچسو اشرفی نکالی اور اُس سے سامان کرنا شروع کر دیا۔ اتنا ہی مال سہیل ابنِ عمرو نے نکالا اور قریش کے بزرگوں میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا جس نے کچھ نہ کچھ مال نہ نکالا ہو اور کچھ نہ کچھ قوت نہ پہنچائی ہو اور سواریاں اکٹھی نہ کی ہوں۔ خود آپے سے باہر ہو کر سرکش اور سدھی ہوئی سواریوں پر سوار ہو ہو کر نکل کھڑے ہوئے جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَاءَ النَّاسِ۔ (دیکھو صفحہ ۲۹۰ سطر ۹) اِن کے ساتھ عباس ابنِ مطلب۔ نوفل ابنِ حارث اور عقیل ابنِ ابیطالب کو بھی نکلنا پڑا اور گانے والی لونڈیوں کو بھی ساتھ لیکر نکلے۔ شرابیں پیتے جاتے تھے اور دف بجاتے جاتے تھے اُدھر جناب رسُولِ خدا تین سو تیرہ آدمیوں کو لیکر برآمد ہوئے اور جب مقام بدر رات بسے کے فاصلے پر رہا تو آنحضرتؐ نے بشر ابنِ ابی الرغباء اور محمد ابنِ عمرو کو بطور جاسوس تجارتی قافلہ کی خبر لانے کو بھیجا یہ دونوں چاہِ بدر پر وارد ہوئے۔ اپنی سواریاں بٹھائیں۔ پانی نکال کر پیا۔ اور پلایا اور دو لونڈیوں کو آپس میں ایک دوسری سے لڑتے سُنا کہ ایک کا دوسری کے ذمّے ایک درم چاہئے تھا اور وہ اُس کا مطالبہ کر رہی تھی اور اُس مدیونہ نے یہ کہا تھا کہ قریش کا تجارتی قافلہ کل تو فلاں مقام پر ٹھیرا تھا اور کل یہاں آئیگا۔ میں انکی خدمت کروں گی اور اُجرت جو ملیگی اُس سے تیرا درم ادا کر دوں گی۔ لونڈیاں تو دونوں چلدیں اور جاسوسوں نے جو کچھ سُنا تھا جناب رسُولِ خدا کو سُنایا۔ اُدھر ابوسفیان قافلہ تجارتی کے ساتھ آیا مگر بدر کا سواد نظر آنے لگا تو قافلہ سے آگے بڑھ کر تیز تیز تنہا چلا یہانتک کہ چشمہ بدر پر پہنچا۔ یہاں ایک شخص قبیلہ جُہینہ سے تھا جس کو کسبؑ الجُہینی کہتے تھے اس سے ابوسفیان نے کہا کہ اے کسبؑ! آیا تجھے محمدؐ اور اُن کے اصحاب کا کچھ علم ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ لات و عزیٰ کی قسم اگر تو نے محمدؐ کے معاملے کو ہم سے چھپایا تو قریش کی اور تیری ہمیشہ کے لئے عداوت ہو جائیگی۔ اس لئے کہ قریش میں سے ایک بھی متنفس ایسا نہیں ہے جس کا اس قافلہ میں بیس درہم

یا زائد کا حصہ نہ ہو لہذا تو مجھ سے اصل معاملے کو پوشیدہ نہ کیجیو۔ کسب نے کہا واللہ مجھے محمدؐ اور اُنکے اصحاب کا باقاعدہ تو کوئی علم نہیں ہے ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میں نے آج دو سوار دیکھے تھے کہ وہ یہاں آئے اور اس جگہ سواریاں ٹھیرائیں اور پانی پیا اور چلے گئے۔ میں یہ نہیں جانتا کہ وہ کون تھے۔ ابوسفیان یہ سنکر اُن کے اونٹوں کے ٹھیرنے کے مقام پر آیا اور مینگنیاں اپنے ہاتھ میں لیکر توڑیں تو اُن میں کھجور کی گٹھلیاں پائیں تو کہا یہ تو یثرب کا چارہ ہے واللہ یہ ضرور محمدؐ کے جاسوس تھے۔ اتنا کہکر اُلٹے ہی پاؤں بھاگا اور قافلہ کو جاکر حکم دیا کہ وہ سمندر کے کنارے ہولیں اور معیّنہ راستہ چھوڑ دیں اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور بڑے تیز تیز چلدیئے اُدھر جبرئیلؑ امین جناب رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ خبر دی کہ قافلہ تو اس طرح راستہ چھوڑ گیا اور قریش اپنے قافلہ کی حمایت میں آ گئے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اُن سے لڑیئے اور نصرت کا وعدہ دیا ہے۔ اُس وقت آنحضرتؐ چشمۂ صفراء کے کنارے اُترے ہوئے تھے۔ آپ نے چاہا کہ اپنے ساتھیوں کی آزمائش کریں کیونکہ گھر میں بیٹھے بیٹھے تو سب نے آنحضرتؐ کو مدد دینے کے لمبے چوڑے وعدے کئے تھے۔ پس آنحضرتؐ نے اب ان کو اطلاع دی کہ لوگو! قافلۂ تجارتی تو نکل گیا اور قریش اپنے قافلے کی حمایت میں آ گئے اور اللہ نے مجھے حتماً حکم دیا ہے کہ میں اُن سے لڑوں۔ یہ سُنتے ہی اصحابِ رسولِ خدا کے چھکے چھوٹ گئے اور مارے خوف کے ان کا حال پتلا ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لوگو! مجھے مشورہ تو دو۔ یہ سُننا تھا کہ حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور بولے کہ یا رسول اللہ! یہ قریش ہیں اور تکبّر میں ڈوبے ہوئے ہیں جب سے کافر ہوئے کبھی ایمان نہیں لائے اور جب سے عزّت پائی کبھی ذلیل نہیں ہوئے اور آج تک لڑائی کے لئے گروہ بندی کر کے باہر نہیں نکلے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ لوگو! مجھے مشورہ دو۔ اس مرتبہ حضرت عمر کھڑے ہو گئے اور اُنھوں نے بھی ابوبکر کی سی باتیں بنائیں اور حکم وہی سُنا۔ اب حضرت مقدادؓ کھڑے ہوئے اور بولے کہ یا رسول اللہ! یہ قریش ہیں اور تکبّر میں ڈوبے ہوئے ہیں تو ہوا کریں ہم تو آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی تصدیق کر چکے ہیں اور ہم تو اس بات کی گواہی دے چکے ہیں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ برحق ہے اور اللہ کے پاس سے ہے واللہ اگر آپ ہم کو حکم دینگے کہ ہم آگ میں کود پڑیں تو ہم آگ میں کود پڑینگے۔ اور اگر یہ حکم دینگے کہ کانٹے دار جھاڑیوں میں گھس جائیں تو ہم گھس جائیں گے اور ہم آپ سے وہ فقرہ نہیں کہینگے جو بنی اسرائیل نے موسےٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔ کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (دیکھو صفحہ ۱۷۶ سطر ۸) بلکہ ہم تو آپ سے یہ عرض کرینگے اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّقَاتِلُوْنَ (چلئے آپ اور آپ کا پروردگار لڑے۔ ہم بھی آپکے ساتھ لڑنیوالوں میں ہونگے) آنحضرتؐ نے مقدادؓ کو جزائے خیر کی دعا دی۔ وہ بیٹھے۔ پھر فرمایا کہ لوگو! مجھے مشورہ دو۔ اب سعد ابن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ کیا آپ ہم انصار کی رائے طلب فرماتے ہیں؟ فرمایا بیشک۔ عرض کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

لوگ نکلے تو کچھ اور سوچ چکے تھے اور اب حکم کچھ اور آ گیا۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم تو آپ پر ایمان لا چکے اور آپکی تصدیق کر چکے اور اس بات کی گواہی دے چکے کہ آپ خدا کے پاس سے جو کچھ بھی لائے ہیں وہ برحق ہے جو کچھ آپ کا جی چاہے ہم کو حکم دیجئے اور ہمارے مالوں میں سے جتنا جتنا حضور کا جی چاہے لے لیجئے اور جتنا جتنا جی چاہے چھوڑ دیجئے اور مجھے تو وہ جو آپ لے لینگے۔ بہ نسبت اُس کے جو آپ چھوڑ دینگے زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ خدا کی قسم اگر آپ حکم دینگے کہ ہم اس سمندر میں کود پڑیں تو ہم آپ کے ساتھ کود پڑیں گے۔ پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ واللہ میں کبھی اس راستے سے نہیں آیا اور نہ مجھے اس کا کوئی علم ہے اور ہم مدینہ میں ایسے لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہیں جو آپ کی خاطر جہاد کرنے میں ہم سے بڑھے رہیں گے اور اُن کو یہ خبر ہوتی کہ لڑائی پیش آئیگی تو وہ کبھی پیچھے نہ رہتے۔ ڈاک بیٹھی ہوئی ہے اور ہم دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ ہم مقابلہ خوب ڈٹ کر کرینگے اور لڑائی میں ذرا بھی ہمت نہ ہارینگے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ذریعے سے آپکی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بہم پہنچائیگا پس اگر نتیجہ وہی نکلا جو کچھ کہ آپ چاہتے ہیں تو واہ وا اور اگر خدا نخواستہ خلاف ہُوا تو آپ سواری پر بیٹھ جائیں اور ڈاک بدلتے ہوئے ہمارے لوگوں سے جا ملیں (سعد ابن معاذ کی ڈھارس بندھانے والی تقریر سن کر) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ اس کے خلاف کرے گا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ فلاں اس جگہ مارا گیا۔ اور فلاں اس جگہ قتل کیا گیا۔ ابوجہل یہاں خون میں لوٹا اور عتبہ بن ربیعہ وہاں شیبہ بن ربیعہ یہاں مقتول ہُوا اور منبہ اور بنیہ پسران حجاج وہاں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے حتمی وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک پر مجھکو کامل فتحیابی عنایت فرمائیگا اور اللہ ہرگز اپنے وعدہ کے خلاف نہ کریگا۔ اُس وقت حضرتؐ پر جبرئیلؑ امین یہ آیت لیکر آئے كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ.... تا .... وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ (دیکھو صفحہ ۲۸۲ سطر ۱۳ تا سطر ۱) پس جناب رسولِ خدا نے کوچ کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ عشاء کے وقت چشمۂ بدر کے کنارے شامی پڑاؤ پر آ اُترے۔ اُدھر سے قریش بھی آئے اور وہ یمنی پڑاؤ پر اُترے اور اُنہوں نے اپنے غلاموں کو پانی لانے کے لئے بھیجا۔ اصحاب جناب رسولِ خدا نے اُن کو پکڑ لیا اور قید کر لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم قریش کے غلام ہیں پوچھا تو بتاؤ کہ قافلہ تجارتی کہاں ہے؟ جواب دیا کہ ہم کو قافلہ کی کچھ خبر نہیں پس یہ اُن کو مارنے لگے۔ آنحضرتؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اپنی نماز قطع کر دی فرمایا کہ جب یہ لوگ سچ بول رہے ہیں تو تم اُن کو مارتے ہو اور اگر یہ تم سے جھوٹ بولیں گے تو ان کو چھوڑ دو گے۔ ان کو میرے سامنے لاؤ چنانچہ اُن کو آنحضرتؐ کے سامنے لائے آپ نے اُن سے فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ عرض کی کہ اے محمدؐ! ہم قریش کے غلام ہیں۔ فرمایا یہ لوگ تعداد میں کتنے ہیں؟ عرض کی کہ حضرتؐ ہم کو تعداد کی خبر نہیں فرمایا روز کتنے اونٹ نحر کئے جاتے ہیں عرض کی نو ۹ سے دس ۱۰ تک۔ فرمایا کہ نو سَو ۹۰۰ سے کم نہیں اور ہزار سے زیادہ نہیں۔ پھر دریافت فرمایا کہ بنی ہاشم میں سے کون کون ہیں؟ عرض کی عباسؓ ابن عبدالمطلب۔ نوفل ابن

حارث اور عقیل ابنِ ابیطالب ہیں۔ پھر غلاموں کی نسبت حکم دیا کہ اِن کو قید رکھا جائے۔ قریش کو یہ خبر پہنچی تو اُن کا ڈر کے مارے بہت ہی بُرا حال ہوا۔ یہاں عتبہ بن ربیعہ ابوالبختری ابنِ ہشام سے ملنے گیا تو اُس سے کہا کہ بھلا تم نے یہ زیادتی دیکھی خدا کی قسم مجھے تو چلنے کی جگہ بھی نہیں سوجھتی ہم تو اپنے قافلۂ تجارتی کی حمایت کے لئے نکلے تھے اور وہ راستہ بدل کے چل دیا تو ہمارا آگے بڑھکر آنا محض ظلم و زیادتی ہے خدا کی قسم جس قوم نے زیادتی کی کبھی فلاح نہیں پائی اور مجھے تو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قافلہ میں اولادِ عبدِ مناف کا جتنا مال تھا وہ سب ہی تلف ہو جاتا۔ لیکن ہم اس راستے نہ آتے۔ ابوالبختری نے کہا کہ آپ تو سردارانِ قریش میں سے ایک سردار ہیں ذرا لوگوں میں چلئے پھریئے اور جس قافلۂ تجارتی کو محمدؐ اور اُن کے اصحاب نے مقامِ نخلہ پر نقصان پہنچایا تھا اُس نقصان کی اور ابنِ حضرمی کے خون کی ذمہ واری سے لیجئے کہ وہ آپ کا حلیف تھا۔ عتبہ نے کہا کہ تو تم مجھے یہ رائے دیتے ہو حالانکہ سوائے ابنِ حنظلہ یعنی ابوجہل کے اور کوئی ہم میں سے میرے خلاف نہیں ہوگا اچھا تم ابوجہل کے پاس چلے جاؤ اور اس کو اطلاع دیدو کہ میں اس نقصان کا بھی ذمہ وار ہوں جو قافلے نے محمدؐ کے ہاتھوں نخلہ کے مقام پر اُٹھایا تھا اور ابنِ حضرمی کی دیت کا بھی۔ ابوالبختری کا بیان ہے کہ میں ابوجہل کے خیمہ کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی زرہ نکال رہا ہے۔ میں نے اُس سے جا کر کہا۔ کہ ابوالولید نے مجھ کو آپ کے پاس بطور ایلچی کے بھیجا ہے۔ یہ سُنکر ابوجہل بڑا خفا ہوا اور بولا کہ عتبہ کو سوائے تیرے کوئی ایلچی نہیں ملا میں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر اس کے سوائے کوئی اور بھیجنے والا ہوتا تو میں کبھی نہ آتا۔ مگر چونکہ ابوالولید سردارِ قبیلہ ہے اتنا سُننا تھا کہ ابوجہل پھر آپے سے باہر ہو گیا اور بولا تو اُس کو سردارِ قبیلہ کہتا ہے میں نے کہا کہ میں اُسے کیا کہتا ہوں سب قریش یہی کہتے ہیں اس لئے کہ اُسی نے تو سارے قافلہ کا نقصان اپنے ذمہ لیا ہے اور ابنِ حضرمی کی دیت بھی۔ ابوجہل بولا کہ عتبہ کی زباں درازی ظاہر ہے۔ اور اُس کا کلام بھی بہت فصیح و بلیغ ہوتا ہے اور چونکہ وہ بنی عبدِ مناف سے ہے اس لئے وہ بلاشک و شبہ محمدؐ کی پچ کرتا ہے اور اس کا بیٹا اُسکے ساتھ ہے اور یہ اُس کو لوگوں میں چھوڑ کر چلدینے کا ارادہ کرتا ہے۔ لات و عزّےٰ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا جب تک کہ ہم یثرب پہنچکر اُن پر ہجوم نہ کریں اور اُن کو قید نہ کر لیں اور مکہ میں ان کو قیدی کی حیثیت سے لیکر آئیں۔ تمام عرب اِس کی خبر سُن لے اور پھر ہمارے اور ہمارے مقامِ تجارت کے مابین کوئی مانع باقی نہ رہے۔ اصحابِ رسولِ خدا کو جو گروہِ قریش کی کثرت کی خبر پہنچی تو مارے ڈر کے ان کی بہت ہی بُری حالت ہوئی اور لگے رونے پیٹنے شکائتیں کرنے اور استغاثہ کرنے۔ اُس وقت خدائے تعالےٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیتیں نازل فرمائیں اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ؕ (دیکھو صفحہ ۲۸۲ سطر ۱۱ الغایۃ صفحہ ۲۸۳ سطر ۳) جب شام ہوئی اور اندھیری خوب چھا گئی تو اصحاب جنابِ رسولِ خدا کو نیند آ گئی اور اللہ نے اُن پر پانی

برسایا کیونکہ آنحضرتؐ ایسے موقعے پر بھیڑے ہوئے تھے جس میں ریت کے سبب سے پاؤں نہیں جمتے تھے۔ پس اللہ نے اُن پر تو اتنا مینہ برسایا کہ زمین سخت ہوگئی اور پاؤں جمنے لگے جو خدا تعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہے اِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ (دیکھو صفحہ ۲۸۳ سطر ۴ تا ۶) یہ اس لئے فرمایا کہ بعض اصحاب محتلم ہوگئے تھے آگے فرماتا ہے وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸۳ سطر ۶) قریش پر تو یہ مینہ لگاتار پڑا تھا اور اصحابِ جناب رسولِ خدا پر پھُوہار یعنی اتنا کہ جس سے صرف زمین مضبوط ہو جائے۔ اب قریش پر بڑا خوف چھا گیا اور وہ محافظت کرنے لگے کہ کہیں شبخون نہ مارا جائے۔ آنحضرتؐ نے عمار ابن یاسر اور عبداللہ ابن مسعود کو بھیجا اور فرمایا کہ تم اِن لوگوں میں جا گھسو اور اِن کی خبریں ہمارے پاس لاؤ۔ یہ دونوں اُن کے لشکر کو ڈھونڈتے پھرے جسے اُنہوں نے دیکھا ڈرتا ہُوا اور پریشان پایا اتنے میں گھوڑیاں ہنہنائیں اور بڑی دیر تک ہنہناتی رہیں۔ پھر منبّہ ابنِ حجاج کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آج تو بھوک ہمیں سونے ہی نہیں دیتی ضرور ہے کہ یا تو ہم مرجائیں یا بھوک ہی ہم کو مار ڈالیگی۔ راوی حدیث جنابِ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ واللہ اُس وقت وہ سب پیٹ بھرے تھے اُنہوں نے جو اُس وقت ایسا کہا تو خوف کے مارے کہا تھا کیونکہ اللہ نے اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا تھا جیسا کہ فرماتا ہے۔ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (دیکھو صفحہ ۲۸۳ سطر ۸) جب صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو ترتیب سے کھڑا کیا۔ آنحضرتؐ کے لشکر میں کُل دو گھوڑے تھے ایک زبیر بن العوام کا اور ایک مقدادؓ کا اور سارے لشکر میں کُل ستّر اونٹ تھے جن پر اُترتے چڑھتے آتے تھے چنانچہ جناب رسولِ خداؐ اور حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اور مرثد ابنِ ابی المرثد غنوی تینوں ایک ہی اونٹ پر اُترتے چڑھتے آئے تھے اور اُس اونٹ کا مالک مرثد تھا۔ اُدھر قریش کے لشکر میں چار سَو تو گھوڑے ہی گھوڑے تھے پس جب آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو سامنے ترتیب سے کھڑا کر لیا تو ارشاد فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کر لو اور لڑائی کی ابتدا تم ہرگز نہ کرنا اور نہ تم میں سے کوئی کسی سے بات کرے۔ قریش نے جب اصحاب رسولِ خداؐ کی تعداد کم دیکھی تو ابوجہل بولا یہ تو ایک جانور کا کھاجا ہیں اگر ہم اپنے غلاموں کو بھی انکی طرف بھیجدینگے تو اِن سب کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر لے آئینگے عتبہ بن ربیعہ نے کہا یہ بھی تم کو خبر ہے کہ کہیں گھات میں نہ بِٹھا رکھے ہوں اور کوئی کمک پیچھے سے نہ آتی ہو۔ اِس پر عمرو ابنِ وہب جمحی کو بھیجا جو بڑا بہادر سوار تھا۔ اُس نے اپنا گھوڑا اچھینکا یہاں تک کہ جنابِ رسولِ خداؐ کے سارے کیمپ کا کاواکاٹ گیا۔ پھر میدان میں بلندی کے اُوپر چڑھا اور وہاں سے خوب چیخکر آواز دی۔ پھر قریش کے پاس لوٹکر آیا اور کہا کہ نہ تو اُن کی کوئی گھات معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی کمک آنیوالی ہے بلکہ یہ یثرب کے آبکش اونٹ ہیں جو موت کو لاد کر لائے ہیں (یعنی ایسے مَن چلے بہادروں کو لائے ہیں جو ہمارے لئے بمنزلہ موت ہیں) ایک کے مُنہ سے بھی آواز تو نکلتی نہیں مگر یہ سانپوں کی طرح اپنے اپنے ہونٹ چبا رہے

ہیں اور سوائے اپنی تلواروں کے اور کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں پاتے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُسوقت تک پیٹھ نہ پھرائینگے جب تک کہ قتل نہ کردیئے جائیں۔ اور اُس وقت تک قتل نہ ہونگے جب تک کہ تم میں سے اُن کے برابر قتل نہ ہو چکیں۔ تم سوچ سمجھ کے رائے قائم کرو۔ ابوجہل نے کہا تو جھوٹا اور بزدلا ہے اہلِ یثرب کی تلواریں دیکھ کے تیرا پھیپھڑا پھول گیا ہے۔ اور تیری سٹی گم ہوگئی ہے۔ اودھر اصحابِ جناب رسُولِ خدا نے جو قریش کی کثرت اور قوت دیکھی تو حد سے زیادہ پریشان ہوگئے۔ پس خدا تعالےٰ نے اُس وقت اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (دیکھو صفحہ ۲۹۳ سطر ۸) حالانکہ خدائے تعالےٰ یہ جانتا تھا کہ نہ وہ صلح کی طرف مائل ہونگے اور نہ صلح کی بات کا جواب دیں گے۔ لیکن اس آیت کے نازل کرنے سے یہ مطلب تھا کہ اصحابِ رسولؐ کا دل خوش ہو جائے جناب رسُولِ خدا نے قریش کے پاس کسی شخص کو بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ اے گروہ قریش مجھے عرب بھر میں سب سے زیادہ یہ بات ناگوار ہے کہ میری پہلے پہل تم سے لڑائی ہو۔ پس تم مجھے اور عرب کو چھوڑ دو اگر میں سچا ہوں تو میرے سبب سے تمھاری عزت بڑھے گی۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا کام تمام کرنیکو یہ عرب کے بھیڑیئے ہی کافی ہونگے تم اپنی عزت و آبرو کے ساتھ یوں کے یوں ہی لوٹ جاؤ۔ عتبہ نے یہ سُنکر کہا کہ واللہ جن لوگوں نے ایسی بات رد کی انہوں نے کبھی فلاح نہیں پائی۔ پھر ایک سرخ اونٹ پر جو اُس کا تھا سوار ہوا۔ آنحضرتؐ دیکھ رہے تھے کہ وہ اُسے لشکر میں گھماتا پھرتا تھا اور سب کو لڑائی سے روکنے کی کوشش کرتا تھا۔ آنحضرتؐ نے کہلا بھیجا کہ اگر کسی میں کچھ نیکی باقی ہے تو اس سُرخ اونٹ والے میں ہے۔ اگر اس کی مانوگے تو نتیجہ اچھا ہوگا۔ اب عتبہ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ اے گروہ قریش! سب قریب آجاؤ اور میری بات سنو۔ جب وہ قریب آگئے تو اس طرح اُن سے خطاب کیا۔ برکت وسعتِ خیال کے ساتھ ہے۔ اور وسعتِ خیال برکت کے ساتھ ہے۔ اے گروہ قریش آج تم میری بات مان لو پھر چاہے عمر بھر نہ ماننا۔ اسوقت مکہ کو لوٹ چلو۔ شرابیں پیو۔ سیاہ چشم عورتوں سے معانقہ کرو۔ اس میں شک نہیں کہ محمدؐ کے ذمے کچھ تمہارے مطالبات ہیں مگر وہ تمہارا ابنِ عم ہے تو اب تو تم لوٹ ہی چلو اور میری رائے کو رد نہ کرو ایک مطالبہ تو تم محمدؐ سے اُس قافلہ کا کرتے ہو جو انہوں نے نخلہ میں گرفتار کر لیا تھا اور ایک ابنِ حضرمی کے خون کا حالانکہ وہ میرا حلیف تھا اور اُس کی دیت میرے ذمّے ہے ابوجہل نے جو یہ سُنا اُس کو سخت غصہ آیا اُس نے کہا کہ عتبہ بڑا زبان دراز اور باتون آدمی ہے اگر اس کے کہنے سے اس وقت قریش لوٹ گئے تو ہمیشہ کے لئے قریش کا سردار یہی ہو جائیگا۔ پھر وہ بولا کہ اے عتبہ تو نے اولادِ عبد المطلب کی تلواریں دیکھیں اور اُن سے ڈر گیا اور تیرا پھیپھڑا پھول گیا (ہاتھ پاؤں پھول گئے) لوگوں کو لوٹ جانے کی رائے دیتا ہے حالانکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اپنے خون کا بدلہ لے لیتے ہیں۔ عتبہ یہ سُنکر اپنے اُونٹ سے اُترا اور اُس نے ابوجہل پر حملہ کیا جو گھوڑے پر سوار تھا اُس کے بال پکڑ لئے اور لوگوں نے کہا کہ تو اس کو قتل کرتا ہے۔ اُس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ ڈالے اور کہا کہ مجھ جیسے آدمی کو تو بزدلی کا الزام لگاتا ہے۔ قریش کو ابھی ابھی معلوم ہو جائیگا کہ ہم میں سے زیادہ بُزدل اور بخیل اور

اپنی قوم کے لئے سب سے زیادہ مفسد کون ہے لے اب تو موت کی طرف کھلی آنکھوں میں اور تو ہی چل رہے ہیں پھر کہا کہ یہ تو میرا عمل ہے اور اس کی خوبی جو کچھ ہے اسی میں ہے اور ہر شخص جیسی کریگا ویسی بھریگا۔ پھر اُسکے بال پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے چلا لوگ جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے ابو الولید خدا سے ڈر خدا سے ڈر آپس کی قوت میں پھوٹ نہ ڈال۔ تو اوروں کو ایسی باتوں سے باز کیا رکھیگا جبکہ تو خود ہی ایسی باتوں کا مرتکب ہوتا ہے بہر حال ابو جہل کو اُنہوں نے اُس کے ہاتھ سے چھڑا لیا اُس وقت عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کی طرف نظر کی اور بولا کہ بیٹا! اُٹھو اور خود بھی اُٹھا۔ زرہ پہنی لوگوں نے اُس کے لئے خود تلاش کیا مگر اُس کا سر اتنا بڑا تھا کہ اُس کے سر کے برابر کا خود نہیں ملا تو اُس نے دو عمامے اپنے سر پہ لپیٹے پھر تلوار اٹھائی اور وہ خود اور اُسکا بیٹا اور بھائی آگے بڑھے اور آواز دیکے کہا کہ اے محمدؐ قریش میں سے جو ہمارے ہمسر ہیں انکو ہمارے مقابلہ کے واسطے بھیجدو۔ اِدھر سے انصار کے تین آدمی عفراء کے بیٹے عوذ معوذ اور عون اُن کے مقابلہ کے لئے نکلے عتبہ نے کہا کہ تم کون ہو؟ اپنا نسب بیان کرو تاکہ ہم تمکو پہچان لیں۔ یہ بولے کہ ہم عفراء کے بیٹے خدا اور رسولِ خدا کے انصار ہیں۔ اُنہوں نے کہا تم لوٹ جاؤ۔ ہم تم سے مقابلہ نہیں چاہتے۔ ہم تو قریش میں سے اپنا ہمسر چاہتے ہیں۔ چنانچہ جناب رسولِ خدا نے اُنکے پاس کسی کو بھیجکر حکم دیا کہ تم لوٹ آؤ وہ لوٹ آئے اور اپنی جگہ آکر کھڑے ہو گئے۔ آنحضرتؐ بھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ پہلا حملہ انصار کریں پھر حضرتؐ نے عبیدہ ابنِ حارث ابنِ عبدالمطلب کی طرف نظر کی۔ جن کا سن ستر برس کا تھا۔ اُن سے فرمایا کہ اے عبیدہ اٹھ کھڑے ہو۔ چنانچہ وہ تلوار لیکر سامنے آ کھڑے ہوئے۔ پھر حمزہ ابنِ عبدالمطلب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ چچا تم بھی اٹھو پھر امیر المومنین کی طرف دیکھکر کہا کہ اے علیؑ تم بھی اُٹھو۔ حالانکہ حضرتؑ اس وقت سب سے زیادہ کم سن تھے پھر فرمایا تم اپنا وہ حق حاصل کرو جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اس لئے کہ قریش غرور وتکبر کے ساتھ آئے ہیں۔ ارادہ اُن کا یہ ہے کہ نورِ خدا کو بجھا دیں اور اللہ تعالےٰ کو سوائے اِس کے اور کچھ منظور نہیں ہے کہ اپنے نور کو پورا کرے تو جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے عبیدہ تم تو عتبہ کی خبر لو اور اے چچا حمزہ آپ شیبہ کی خبر لیں اور علی مرتضےٰ سے کہا کہ تم ولید ابنِ عتبہ کی خبر لو۔ پس یہ چلے اور اُن لوگوں کے پاس پہنچے تو عتبہ نے کہا کہ اپنا نسب بیان کرو کہ ہم تمکو پہچان لیں عبیدہ بولے کہ میں عبیدہ ابنِ حارث ابن عبدالمطلب ہوں عتبہ بولا کہ کفوِ کریم ہو یہ دونوں کون ہیں؟ عبیدہ نے فرمایا کہ یہ حمزہ ابن عبدالمطلب ہیں اور یہ علیؑ ابن ابیطالب ہیں۔ وہ بولا یہ دونوں بھی کفوِ کریم ہیں۔ خدا اُس پر لعنت کرے جس نے ہم کو اور تم کو اس جگہ لا کھڑا کیا (مراد ابو جہل ہے جس نے لڑائی کے میدان سے واپس نہ ہونے دیا حالانکہ عتبہ دو مرتبہ اظہار رائے کر چکا تھا) اب شیبہ نے حمزہ سے کہا تم کون ہو؟ فرمایا کہ میں حمزہ ابن عبدالمطلب شیرِ خدا اور شیرِ رسولؐ خدا ہوں۔ شیبہ نے کہا کہ آج تو مجھے ہم قسم صاحبوں کے شیر سے واسطہ پڑا۔ بھلا اے شیرِ خدا! دیکھوں تو تمہارا حملہ کیسا ہے؟ عبیدہ نے تو عتبہ پر حملہ کیا اور ایک ایسی ضرب اُس کے سر پہ لگائی کہ اس کی کھوپڑی کے دو کر دئے

اُدھر اُس نے عبیدہ کی پنڈلی پر ایسی ضربت لگائی کہ اُسے کاٹ دیا اور دونوں ایک ساتھ ہی گر گئے۔ اِدھر حمزہ نے شیبہ پر حملہ کیا اور دونوں میں تلوار چلنے لگی یہانتک کہ دونوں تلواریں کُند ہوگئیں اور ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی ڈھال سے بچاتا جاتا تھا اور جناب امیرالمومنین نے ولید ابن عتبہ پر حملہ کیا اُس کے کندھے پر ضربت لگائی اور تلوار بغل سے نکل گئی۔ امیرالمومنین فرماتے ہیں کہ ولید نے اپنا داہنا کٹا ہوا ہاتھ بائیں ہاتھ سے اُٹھا کر میرے سر پہ اس زور سے مارا کہ معلوم ہوتا تھا گویا آسمان زمین پر گر پڑا! اس کے بعد خود گر کر ٹھنڈا ہوگیا، پس حمزہ اور شیبہ باہم گلوگیر ہو گئے۔ مسلمانوں نے پکار کر کہا یا علیؑ دیکھتے نہیں اِس کتّے نے تمہارے چچا کو مغلوب کر لیا ہے چنانچہ علی مرتضےٰ نے شیبہ پر حملہ کر دیا پھر فرمایا کہ چچا ذرا تم اپنا سر جھکالو کیونکہ حمزہ شیبہ سے قد میں اونچے تھے حمزہ نے اپنا سر اپنی چھاتی کے برابر کر لیا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے شیبہ کے سر پر ضربت لگائی اور آدھا اُڑا دیا۔ پھر عتبہ کی طرف متوجہ ہوئے اس میں ابھی کچھ جان باقی تھی اُس کا بھی خاتمہ کیا۔ اور عبیدہ کو حضرت علی مرتضےٰ اور حضرت حمزہ اُٹھا کر جناب رسولِ خدا کی خدمت میں لائے جنابِ رسولِ خدا نے اُن کو دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے عبیدہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میں شہید نہیں ہوں؟ فرمایا کہ تم تو میرے اہلبیت میں سے اوّل شہید ہو پھر عبیدہ بولے کاش اس وقت میرے چچا زندہ ہوتے وہ بھی یہ جان لیتے کہ جو کچھ انھوں نے فرمایا تھا میں اُس کی تعمیل میں مقدم رہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کونسے چچا کو یاد کرتے ہو؟ عرض کرنے لگے کہ ابوطالبؑ کو اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں:-

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللهِ نَبْزِيْ مُحَمَّدًا وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَهٗ وَنُنَاضِلِ
وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَآئِنَا وَالْحَلَآئِلِ

(خدا کے گھر کی قسم تم جھوٹے ہو کہ ہم محمدؐ کو چھوڑ دیں گے حالانکہ ہم اُن کی طرف سے اپنی جانیں لڑا دینگے اور اُن کے دشمنوں کو دفع کریں گے اور اُن کو حوالہ نہ کرینگے جب تک کہ اپنی زوجہ اور اپنے بچوں کو بھول کر اُن کے گرداگرد نہ گرا دئے جائیں) جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ دیکھتے نہیں کہ اُنکا بیٹا شیرِ غازی کی طرح خدا اور خدا کے رسولؐ کی حضور میں دشمنوں کا شکار کر رہا ہے اور ان کا دوسرا بیٹا سرزمین حبشہ پر راہِ خدا میں جہاد کر رہا ہے۔ عبیدہ نے عرض کی کیا اس بات پر حضرتؐ مجھ سے ناراض ہوگئے؟ فرمایا نہیں۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوں بلکہ تم نے میرے شفیق چچا کو مجھے یاد دلا دیا جس سے میرا دل بھر آیا۔ اُدھر ابوجہل نے قریش سے یہ کہا کہ نہ تو تم جلدی کرو اور نہ اتراؤ جیسا کہ ربیعہ کے لونڈے اپنی اکڑفوں میں جلدی کر گئے پہلے تم اہلِ یثرب کی خبر لو ان کی کھال تک اُتار لو پھر قریش کی خبر لینا اور اُن کو فقط گرفتار کر لینا تاکہ اُن کو مکہ میں لے چلیں اور اُن کی وہ گمراہی اُن کو جتائیں جس پر وہ اڑے ہوئے ہیں۔ قریش کا ایک گروہ ایسا بھی تھا جو مکہ میں اسلام لاچکے تھے اور اُن کے بزرگوں نے اُن کو قید کر رکھا تھا اُس وقت وہ قریش کے ساتھ نکلکر بدر تک آئے تو تھے مگر انکے دل شک و شبہ و نفاق سے پُر تھے۔ ازانجملہ قیس ابنِ ولید ابنِ مغیرہ تھا اور ابوقیس ابن الفاکہ حارث بن ربیعہ

علی ابنِ امیہ ابنِ خلف اور عاص ابنِ منبّہ۔ جب انہوں نے جنابِ رسولِ خدا کے اصحاب کی کمی دیکھی تو بولے اِن بیچاروں کو ان کے دین نے دھوکا دیا ہے۔ اب تھوڑی دیر میں مارے جائینگے۔ اسی کے بارے میں خدا تعالےٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۹۱ سطر ۵) اور ابلیس ملعون سراقہ ابنِ مالک کی صورت میں قریش کے پاس آیا اور اُن سے کہنے لگا کہ میں تمہارا ہمسایہ ہوں لاؤ یہ اپنا جھنڈا مجھے دو۔ انہوں نے اپنا جھنڈا اس کو دیدیا۔ اب اس نے اپنے شیاطین کو بلایا جن کے ذریعے سے اصحابِ جنابِ رسولِ خدا کے دلوں میں ہول پیدا کردئے طرح طرح کے خیالات ڈالے اور اُن کو پریشان کیا اُدھر سے قریش آگے بڑھے جن کے آگے آگے ابلیس اُنکا جھنڈا لئے ہوئے تھا جناب رسولِ خدا نے اُسکو دیکھا تو اصحاب کو حکم دیا کہ تم اپنی آنکھیں بند کرلو اور دانت پیسو اور جبتک میں تمکو حکم نہ دوں تلواریں نہ کھینچنا پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ الٰہی اگر یہ گروہ ہلاک ہوگیا تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائے گی اور اگر تجھے ہی یہ منظور ہو کہ تیری عبادت نہ کیجائے تو دوسری بات ہے۔ پھر حضرتؐ پر آثارِ نزولِ وحی طاری ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب یہ حالت دور ہوئی تو چہرۂ مبارک سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ لو! یہ جبرئیلؑ ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری کمک کیلئے آگئے راوی کہتا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ ایک سیاہ بادل آیا جس میں بجلی چمک رہی تھی اور یہ جنابِ رسولِ خدا کے لشکر کے اُوپر آگیا۔ کسی کہنے والے کی آواز یہ کہتے سُنائی دیتی تھی کہ تیز دم آگے بڑھو تیز دم آگے بڑھو۔ پھر ہم نے فضائے آسمان سے ہتھیاروں کی جھنکار بھی سُنی اور ابلیس ملعون نے جبرئیلؑ امین کو دیکھا تو وہ قریش کا جھنڈا پھینک کر بھاگا جسے منبّہ ابنِ حجاج نے اُٹھا لیا اور کہنے لگا اے سراقہ وائے ہو تجھ پر۔ تو لوگوں کی جماعت کو پریشان کرتا ہے۔ ابلیس نے اُس کی چھاتی پر لات ماری اور کہا میں تو تم سے الگ ہوں۔ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اسی کو خدا تعالےٰ یوں ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۹۱ سطر ۱) پھر خدا تعالےٰ نے فرمایا وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۹۱ سطر ۷) پس جبرئیلؑ امین نے ابلیس لعین پر حملہ کیا اور اس کے پیچھے گئے یہاں تک کہ اُس نے اپنے آپ کو سمندر میں گرا دیا اور عرض کرنے لگا کہ خداوندا! تو نے جو مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو یَوْمُ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ تک مجھے زندہ رکھیگا تو اُس کو پورا کر۔ حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جس حالت میں بھاگا جا رہا تھا ابلیس لعین نے جبرئیلؑ امین کی طرف مڑکر یہ بھی کہا تھا کہ اے شخص جو کچھ تم ہم کو عطا کر چکے ہو کیا اُس میں تم کو بداء واقع ہوگیا؟ تو کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ابلیس لعین کو خوف تھا کہ جبرئیلؑ امین اُس کو قتل کردینگے؟ فرمایا یہ خوف تو نہیں تھا مگر یہ ڈر ضرور تھا کہ اُسے

ایسی ضربت لگا دیں گے جس کا عیب قیامت تک اُس کے لئے باقی رہیگا۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸۳ سطر) کیونکہ قریش اپنے غرور و تکبر میں یہ سوچتے ہوئے آئے تھے کہ ہم نورِ خدا کو بجھا دینگے اور اللہ کو سوائے اسکے اور کچھ منظور نہ تھا کہ اپنے نور کو پورا کرے۔ اِدھر ابوجہل دونوں صفوں کے بیچ میں آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یا اللہ! محمدؐ نے قطع رحم کیا ہے اور ہمارے مقابلہ میں اُن لوگوں کو لاکر کھڑا کیا ہے جن کو ہم پہچانتے بھی نہیں بس تو آج اُسکی بات بگاڑ دے اسپر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ج وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ج وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ج وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸۴ سطر ۹) اُس وقت جناب رسولِ خدا نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر اٹھائی اور قریش کے چہروں کی طرف پھینکی اور فرمایا کہ بگڑ جائیں یہ چہرے۔ اللہ نے اُسی وقت ایک تیز ہوا چلائی جو قریش کے چہروں پر تھپیڑ مارتی تھی اور وہی اُن کی شکست کا باعث ہوئی اور جناب رسولِ خدا نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! اس اُمت کا فرعون یعنی ابوجہل ابن ہشام بچکر جانے پائے۔ چنانچہ قریش میں سے ستر تو قتل ہوئے اور ستر ہی قید کئے گئے اور عمرو ابن الجموح کی مٹ بھیڑ ابوجہل سے ہوئی تو عمرو نے ابوجہل کی ران پر ضربت لگائی اور ابوجہل نے عمرو کے ہاتھ پر جس سے اس کا ہاتھ بازو سے الگ تو ہوا مگر تھوڑی سی کھال کے ذریعے سے لٹکتا رہگیا تو عمرو نے اپنا ہاتھ اپنے پاؤں کے نیچے دباکر اس زور سے کھینچا کہ وہ الگ ہوگیا اور اُس کو اٹھا کر پھینکدیا۔ عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں ابوجہل کے پاس ایسی حالت میں پہنچا کہ وہ اپنے خون میں لوٹ رہا تھا میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے اُس نے تجھ کو ذلیل کیا۔ ابوجہل نے اپنا سر اُٹھا کر کہا کہ خدا نے اپنے بندے ابنِ اُمِّ عبد (یعنی عبداللہ ابنِ مسعود) کو ذلیل کیا۔ تجھ پر وائے ہو یہ تو بتا کہ آج دین اور میدان کس کے ہاتھ رہا؟ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ہاتھ رہا اور میں تجھے قتل کرنے والا ہوں یہ کہتے ہوئے میں نے اپنا پاؤں اُسکی گردن پر رکھدیا کہنے لگا کہ ارے چرواہے تو تو بڑی منزلت پر پہنچ گیا۔ آج کے دن کوئی چیز مجھے اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہے کہ تو اور مجھے قتل کرے اور مجھے اولادِ عبدالمطلب میں سے کسی نے قتل نہ کیا نہ اُن لوگوں میں سے جو ہمارے ہم قسم تھے۔ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ وہ تو یہ بکتا ہی رہا اور میں نے اُسکے سر پر سے خود اُتارا پھر اُسے قتل کیا اور اُس کا سر لیکر جناب رسولِ خدا کی حضور میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! مژدہ باد یہ ابوجہل ابن ہشام کا سر ہے۔ آنحضرتؐ سجدۂ شکر بجا لائے۔ اُدھر ابوالیسر بن کعب بن عمرو انصاری نے عباس ابن عبدالمطلب اور عقیل ابن ابیطالب کو گرفتار کیا تھا اور دونوں کو لیکر جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آئے۔ حضرتؐ نے اُن سے دریافت کیا کہ اس گرفتاری میں کسی نے تمہاری مدد کی تھی؟ اُنہوں نے عرض کی جی ہاں سفید کپڑوں والے ایک شخص نے

مدد کی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا۔ پھر جناب رسولِ خدا نے عباسؓ سے فرمایا کہ اپنی ذات کا فدیہ ادا کرو۔ اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں تو اسلام لاچکا تھا یہ لوگ مجھ کو زبردستی لے آئے جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ آپ کے اسلام سے تو خدا آگاہ ہے اگر آپ اپنے بیان میں سچے ہیں تو اُسکی جزائے خیر اللہ آپ کو دیگا۔ مگر ظاہر صورت میں تو آپ ہمارے برخلاف ہو کر آئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اے عباسؓ تم لوگوں نے اللہ سے لڑائی کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے تم کو مغلوب کر دیا۔ پھر فرمایا کہ اب تم اپنی طرف سے بھی فدیہ دو اور اپنے بھتیجے کی طرف سے بھی عباسؓ کے پاس چالیس[۴] اوقیہ سونا تھا جو لوٹ میں جناب رسولِ خدا کے پاس آچکا تھا اب جبکہ جناب رسولِ خدا نے عباسؓ سے فرمایا کہ اپنی ذات کا فدیہ دو تو اُنہوں نے عرض کی کہ اُس سونے کو میرے فدیے میں محسوب کر لیجیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جی نہیں۔ وہ تو ایک ایسی چیز ہے جو اللہ نے آپ سے ہمیں دلوا دی مگر اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ آپ ادا کریں۔ عباسؓ نے کہا کہ میرے پاس سوائے اُس مال کے جو مجھ سے جاتا رہا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مال تمہارے پاس ضرور ہے۔ وہ جو تم مکہ میں اُمّ الفضل کے پاس چھوڑ آئے ہو اور اُن سے یہ کہہ آئے ہو کہ مجھ پر اگر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو تم آپس میں بانٹ لینا۔ اب عباسؓ بولے تو کیا آپ مجھے محتاج ہی بنا کر چھوڑینگے کہ میں لوگوں سے بھیک مانگتا پھروں۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۹۵ سطر ۳) پھر فرمایا وَإِنْ يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۹۵ سطر ۹) پھر جناب رسولِ خدا نے عقیلؓ سے فرمایا کہ اے ابو یزید اللہ نے ابو جہل ابن ہشام۔ عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ منبّہ و نبیّہ پسرانِ حجاج اور نوفل ابن خویلد کو قتل کیا اور سہیل ابن عمرو اور نضر بن حارث بن کندہ۔ عقبہ بن ابی معیط اور فلاں اور فلاں کو قید کیا۔ عقیلؓ بولے اچھا ہوا۔ اب تہامہ میں آپ سے جھگڑنے والا کوئی نہیں رہا۔ اب جبکہ آپ ان لوگوں پر غالب آگئے تو اب ان کے کندھوں پر سوار ہو جیئے۔ جناب رسولِ خدا انکی یہ بات سُنکر مسکرائے بدر کے مقتول بھی ستّر تھے اور قیدی بھی ستّر۔ از آنجملہ جناب امیر المومنینؑ نے تن تنہا اُن میں ستائیس[۲۷] کو قتل کیا تھا (دوسروں کی نصرت میں جنکو قتل کیا ہو وہ اُس سے علیحدہ رہے) مگر کسی کو قید نہیں کیا تھا۔ اب لوگوں نے سب قیدیوں کو اکٹھا کیا اور پاس پاس کر کے رسّیوں میں جکڑا اور اُن کو پیدل لے کر چلے اور مالِ غنیمت بھی سب اکٹھا کر لیا۔ اصحابِ جنابِ رسولِ خدا کا شمار کیا گیا تو اُن میں سے نوؔ شہید ہوئے تھے منجملہ اُن کے سعد ابنِ خثمہ آنحضرتؐ کے نقیبوں میں سے تھے۔ اب حضرتؐ نے کوچ فرمایا اور سورج کے ڈوبتے ڈوبتے مقامِ اثیل پر آکر قیام کیا جو بدر سے چھ[۶] میل کے فاصلے پر ہے۔ اِس وقت جنابِ رسولِ خدا نے عقبہ ابن ابی معیط اور نضر ابنِ حارث ابنِ کندہ کی طرف خاص نظر سے دیکھا کہ یہ دونوں ایک ہی رسّی میں

بندھے ہوئے تھے۔ نضر نے عقبہ سے کہا کہ اے عقبہ! میں اور تو دونوں مارے گئے۔ عقبہ نے کہا کہ قریش میں ہوتے ہوتے؟ کہا ہاں محمدؐ نے ہماری طرف ایسی نظر سے دیکھا ہے کہ جس میں مجھے قتل کے آثار معلوم ہوئے چنانچہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ میرے پاس نضر اور عقبہ کو لیکر آؤ نضر بڑا ہی خوبصورت آدمی تھا جس کے سر پر بال بھی تھے جنہیں پکڑ کر علی مرتضیٰ اُسے کھینچتے ہوئے جناب رسول خدا کے پاس لے آئے نضر نے عرض کی کہ اے محمدؐ میں اُس قرابت کا واسطہ دیتا ہوں جو میرے اور آپ کے مابین ہے کہ آپ میرے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریں جیسا کہ قریش کے ایک شخص کے ساتھ۔ اگر آپ اُن کو قتل کریں تو مجھے بھی قتل کریں اور اُن سے فدیہ لیں تو مجھ سے بھی فدیہ لے لیں اور اگر اُن کو آزاد کریں تو مجھے بھی آزاد کردیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ تیرے اور میرے مابین کوئی قرابت نہیں ہے اللہ تعالے نے ایسے رشتوں کو اسلام کے ذریعے سے قطع فرما دیا ہے یا علیؑ اِس کو آگے بڑھاؤ اور اس کی گردن مار دو۔ پھر عقبہ بولا کہ اے محمدؐ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ قریش باندھ کر قتل نہ کئے جائینگے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو قریش سے کب ہے تو تو روم وحبش کے میل کا دوغلا کافر ہے۔ پیدایش کی رُو سے اپنے اُس باپ سے بھی بڑا ہے جس کا بیٹا ہونے کا ادعا کرتا ہے۔ یا علیؑ اس کو آگے بڑھاؤ اور اسکی گردن مار دو۔ چنانچہ اُسے بھی آگے بڑھایا اور اُسکی گردن ماردی۔ جب جناب رسول خدا نضر اور عقبہ کو قتل کرا چکے تو انصار کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اسی طرح سب قیدی قتل نہ کرا دئے جائیں۔ جناب رسول خدا کے سامنے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! ہم نے ستر کو قتل کیا اور ستر کو قید کیا اور یہ سب آپ ہی کی قوم اور آپ ہی کے قیدی ہیں۔ یا رسول اللہ یہ قیدی ہم کو عطا فرما دیجئے۔ مطلب یہ تھا کہ اِن سے جزیہ لے لیجئے اور ان کو آزاد فرما دیجئے اُس وقت اللہ تعالے نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ (دیکھو صفحہ ۲۹۵ سطر ۱) چنانچہ اس بات کی اُن کو اجازت دی گئی کہ قیدیوں سے فدیہ لے لیں اور اُن کو آزاد کردیں مگر شرط یہ کی گئی کہ آیندہ سال میں اتنے ہی تمہارے آدمی قتل کئے جائینگے جتنوں سے تم نے فدیہ لیا ہے سو وہ لوگ اس پر رضامند ہوگئے (تتمہ کے لئے دیکھو قرآن مجید مترجم کے صفحہ ۱۱۲ پر نوٹ نمبر ۱۵ اور صفحہ ۱۱۳ پر نوٹ نمبر ۱)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۲۸۴

احتجاج طبرسی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اس آیت کا ذکر بھی آگیا ہے وہاں حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں نبیؐ کے فعل کو اپنا فعل فرمایا ہے۔ تم دیکھتے نہیں کہ اسکی تنزیل کے بالکل مطابق ہی نہیں ہے بلکہ کچھ علیحدہ ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ

علیہ السلام اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ علیؑ مرتضےٰ نے جناب رسولِ خدا کو وہ مٹی اٹھا کر دی جو آنحضرتؐ نے مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکی اور خدا نے یہ فرمایا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (دیکھو صفحہ ۲۸۴ سطر ۷)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۲۸۶

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ابولبابہ ابن عبدالمنذر انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے وجہ اسکی یہ تھی کہ جناب رسولِ خدا نے قبیلۂ بنی قریظہ کے یہود کا اکیس ۲۱ شبوں تک محاصرہ کیا۔ پس وہ لوگ آنحضرتؐ سے اُنہی شرائط پر صلح کے خواستگار ہوئے جن شرائط پر اُن کے بھائی قبیلۂ نضیر کے یہودی صلح کر چکے تھے یعنی یہ چاہتے تھے کہ ملکِ شام میں اَذرعات اور اریحا کے مقامات پر اپنے بھائیوں کے پاس چلے جائیں۔ آنحضرتؐ نے اس امر کے قبول فرمانے سے انکار کیا اور یہ ارشاد کیا کہ تم کو سعد ابن معاذ کے فیصلہ پر راضی ہونا چاہیئے۔ انہوں نے عرض کی کہ اچھا ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیجدیجئے۔ یہ اُن کے خیرخواہ تھے کیونکہ اُن کے اہل وعیال اور اُنکا مال اُنہی کے پاس تھا۔ آنحضرتؐ نے اُن کو بھیجدیا۔ جب یہ پہنچے تو اُنہوں نے دریافت کیا کہ تمہاری رائے ہے کہ ہم سعد ابنِ معاذ کے فیصلے پر راضی ہو جائیں؟ ابولبابہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اس طرح اشارہ کیا جس سے یہ جتا دیا کہ اُن کا فیصلہ تمہارا قتل ہے اس پر راضی نہ ہونا۔ اُدھر جبرئیلؑ امین نے جناب رسولِ خدا کو آکر یہ خبر دیدی۔ ابولبابہ کا بیان ہے کہ میرے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹنے تھے کہ میں سمجھ گیا کہ میں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی خیانت کی اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابولبابہ نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون میں باندھ دیا اور یہ کہا کہ واللہ میں اُس وقت تک نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیؤنگا جب تک کہ میں مر نہ جاؤں۔ یا اللہ میری توبہ قبول نہ کرے۔ چنانچہ سات دن اسی حالت میں رہا نہ کھانا کھاتا تھا نہ پانی پیتا تھا تا آنکہ غش کھا کر گر پڑا۔ پس اللہ نے اُس کی توبہ قبول کی۔ کسی نے آکر کہا کہ اے ابولبابہ! اللہ نے تمہاری توبہ قبول کی تو اُنہوں نے کہا کہ نہیں واللہ میں تو اپنے آپ کو اُس وقت تک نہ کھولونگا جبتک کہ جناب رسولؐ خدا خود مجھے نہ کھولدیں۔ آخر آنحضرتؐ خود تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے اُن کو کھولا۔ پھر ابولبابہ نے عرض کی کہ میری توبہ کی تکمیل تو یوں ہوگی کہ میں اپنے اُس قوم گھر کو بھی چھوڑ دوں جس میں مجھ سے یہ گناہ ہوا اور اپنے مال سے بھی دست بردار ہو جاؤں تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ تہائی مال بطور صدقہ کے دیدو۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ اور اسکے رسولؐ سے خیانت کرنا اُن دونوں کی نافرمانی ہے۔ اب رہی امانت کی خیانت تو اس کے متعلق یہ ہے کہ ہر شخص اُن تمام معاملات کا جو کہ اللہ نے انسان پر واجب کئے ہیں امانت دار ہے (اب جس قدر کسی سے ادائے واجبات میں کمی ہوتی ہے اُتنی ہی اُس سے امانت میں خیانت ہوتی ہے) پھر فرمایا کہ یہ آیت خاص طور پر ابولبابہ ابنِ عبدالمنذر

کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پس لفظ تو آیت کے عام ہیں اور معنی خاص اور یہ آیت سورۂ توبہ کی اُس آیت کے ساتھ نازل ہوئی تھی۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا الخ (دیکھو صفحہ ۳۲۳ سطر ۱)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۲۸۶

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ہجرت سے پہلے مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی اور سبب نزول اسکا یہ ہے کہ جناب جناب رسولِ خدا نے مکہ میں علے الاعلان دعوت دینی شروع فرمادی تھی تو آنحضرتؐ کے پاس بنی اوس اور بنی خزرج بھی حاضر ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا تھا کہ تم میری حمایت کرو اور مجھ کو پناہ دو تو یہ میرے ذمّے ہے کہ اپنے پروردگار کی کتاب تم کو پڑھکر سنایا کرونگا اور یہ اللہ کے ذمّے رہا کہ تمہارا معاوضہ جنّت ہوگا۔ اُنہوں نے عرض کی بہت اچھا جو کچھ آپ چاہیں اپنے پروردگار کے لئے اور اپنی ذات کے لئے ہم سے لے لیں۔ فرمایا کہ اچھا تم ماہِ ذیحجہ کی گیارہویں شب کو متصل عقبہ کے مجھ سے ملاقات کرنا چنانچہ اُنہوں نے حج کیا اور منےٰ کو آئے اور حج کرنے والوں میں سے بہت لوگ تھے۔ جبکہ گیارہویں تاریخ ہوئی تو جناب رسولِ خدا نے اُن سے فرمایا کہ تم رات کو حضرت عبدالمطلب کے مکان میں جو عقبہ کے قریب ہے آنا کسی سوتے کو نہ جگانا اور ایک ایک کرکے اُس مکان کے اندر پہنچ جانا چنانچہ اوس و خزرج میں سے ستر آدمی اسی ترتیب اور اسی حکم کے بموجب داخل ہوئے جناب رسولِ خدا نے اُن سے فرمایا کہ تم میری حمایت کرو اور مجھے پناہ دو میں اپنے پروردگار کی کتاب تم کو پڑھ کر سناؤنگا اور اللہ اُس کے معاوضہ میں تم کو جنّت عطا فرمائیگا۔ سعدؔ ابن زرارہ۔ براءؔ ابنِ معرور اور عبدؔاللہ ابنِ حزام نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! بہت اچھا آپ اپنے پروردگار کے لئے اور اپنے لئے ہم سے جو چاہیں شرط فرمالیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے پروردگار کے لئے تو میں تم سے یہ شرط چاہتا ہوں کہ تم اُسی کی عبادت کرنا اُس کا شریک کسی کو نہ ٹھیرانا اور اپنی ذات کے لئے یہ شرط کرتا ہوں کہ تم میری اُن چیزوں کے ساتھ حمایت کرنا جن سے اپنی جانوں کی حمایت کرتے ہو۔ اور میرے اہل و عیال کی اُن چیزوں سے حمایت کرنا جن چیزوں سے اپنے اہل و عیال اور اولاد کی حمایت کرتے ہو۔ اُنہوں نے عرض کی کہ ہم کو اسکا معاوضہ کیا ملیگا؟ فرمایا آخرت میں جنّت اور دنیا میں یہ کہ عزت کے تم مالک ہو جاؤگے اور عجم تمہارے مطیع ہو جائینگے اور جنّت میں بھی تم بادشاہ ہوگے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ ہم راضی ہیں فرمایا تو اچھا اپنے میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب مقرر کردو کہ وہ تمہارے اس معاملہ کے گواہ رہیں جیسا کہ موسےٰ علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کے بارہ گواہ لئے تھے۔ جبرئیلؑ امین نے ایک ایک نقیب کو بتایا کہ یہ ہے اور یہ ہے۔ نو بنی خزرج میں سے لے لئے گئے اور تین بنی اوس میں سے۔ بنی خزرج میں سے جو لئے گئے اُنکے نام یہ ہیں:۔ سعدؔ ابن زرارہ۔ براءؔ ابن معرور عبدؔاللہ ابنِ حزام (والدِ جابر ابن عبداللہ) رافعؔ ابنِ مالک۔ سعدؔ ابن عبادہ۔ منذرؔ ابن عمرو۔ عبدؔاللہ ابن رواحہ۔ سعدؔ ابن ربیع۔ عبادہؔ ابنِ صامت۔ بنی اوس میں سے یہ لئے گئے:۔ ابوالہیثم ابنِ التیہان۔ یہ یمنی تھے

اور حسد[۲] ابن حصین اور سعد[۳] ابن خشیمہ۔ جب یہ لوگ مجتمع ہو کر جناب رسولِ خدا کی بیعت کرنے لگے تو ابلیس لعین چیخ اٹھا کہ اے گروہِ قریش وعرب یہ دیکھو محمدؐ اور اہلِ یثرب کے نوجوان جمرۂ عقبہ کے پاس محمدؐ کی بیعت کرتے ہیں تاکہ تم سے لڑیں۔ تمام اہلِ منٰی نے اس آواز کو سُنا۔ قریش میں ایک ہیجان پیدا ہوا وہ ہتھیار لیکر آپہنچے۔ جناب رسولِ خدا نے بھی اس آواز کو سُنا تھا۔ انصار سے فرمادیا تھا کہ تم سب چلدو اُنہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم اپنی تلواروں سے ان پر ٹوٹ پڑیں تو ہم ایسا ہی کریں گے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی مجھے اس کا حکم نہیں مِلا ہے اور نہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان سے لڑنے کا حکم دیا ہے اُنہوں نے عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ فرمایا کہ میں حکمِ الٰہی کا منتظر ہوں قریش صبح ہی صبح ہتھیار باندھے ہوئے عقبہ پر آپہنچے اِدھر جناب حمزہؑ اور حضرت امیرالمؤمنینؑ تلوار لئے ہوئے نکلے اور عقبہ پر کھڑے ہو گئے۔ قریش نے اِن دونوں کی طرف دیکھا تو کہا کہ تم سب کس بات کے لئے یہاں جمع ہوئے جو حضرت حمزہؑ نے فرمایا جمع ہونا کیا معنی یہاں کوئی بھی نہیں ہے واللہ جو اس عقبہ سے گزرنا چاہیگا میں اُس کو اپنی تلوار سے کاٹ ڈالونگا۔ قریش مکہ کو لوٹ گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم ہرگز اس بات سے مطمئن نہیں ہیں کہ ہمارا معاملہ خراب ہو جائے گا تو بزرگانِ قریش میں سے کوئی دینِ محمدؐ میں داخل ہو جائیگا اس لئے وہ سب ندوہ میں جمع ہوئے اور دار الندوہ میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا جو پورے چالیس[۴] برس کا نہ ہو چکا ہو بزرگانِ قریش میں سے اُس میں چالیس[۵] آدمی آئے تھے۔ اُسی وقت ابلیس لعین بھی ایک بوڑھے پھونس آدمی کی صورت میں پہنچا۔ دربان نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں اہلِ نجد میں سے ایک سن رسیدہ شخص ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم میری صائب رائے سے اس موقعہ پر فائدہ اٹھاؤ گے اس لئے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم فلاں شخص کے معاملہ میں اکٹھے ہوئے ہو تو میں بھی اس لئے آیا ہوں کہ تم کو اس معاملہ میں مشورہ دوں۔ اُنہوں نے کہا کہ بہت اچھا آؤ۔ جب ابلیس بھی اندر پہنچ گیا اور یہ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ چکے تو ابوجہل بولا کہ اے گروہِ قریش عرب میں سے کوئی شخص ہم سے زیادہ عزت دار نہیں ہے ہم اہل اللہ مشہور ہیں۔ سال میں دو مرتبہ عرب کے گروہ کے گروہ ہمارے ہاں آتے ہیں ہمارا اکرام کرتے ہیں۔ ہم حرمِ خدا کے رہنے والے ہیں جسکی وجہ سے کوئی طمع کرنیوالا ہمارے بارے میں طمع بھی نہیں کرتا ہم برابر اِسی عزت کی حالت میں رہے یہانتک کہ ہم میں محمدؐ ابن عبداللہ پیدا ہوا جس کی صلاحیت صداقت اور سکینہ و وقار کو دیکھ کر ہم اس کو امین و صادق کہتے رہے ہمارے اسی اکرام کرنے سے نوبت یہ پہنچی کہ اُس نے خدا کا رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اس بات کا بھی مدعی بن گیا کہ آسمانی چیزیں اُس کے پاس آتی ہیں ہماری عقلوں کو عیب لگاتا ہے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے نوجوانوں کو اس نے بگاڑ دیا ہے اور ہمارے گروہ میں پھوٹ ڈالدی ہے اور اُس کا گمان یہ بھی ہے کہ ہمارے بزرگوں میں سے جو مر گئے وہ سب جہنم میں گئے اس سے زیادہ کوئی سخت مصیبت آج تک ہم پر نہیں پڑی لہٰذا میں نے اُسکے بارے میں ایک رائے قائم کی ہے۔ سردارانِ قریش بولے کہ وہ رائے کیا ہے؟ کہا میری

رائے یہ ہے کہ ہم اپنے میں سے ایک آدمی خفیہ اُس کے پاس بھیجدیں کہ وہ اُس کو قتل کردے۔ پھر اگر بنی ہاشم اُس کے خون کا مطالبہ کرینگے تو ہم اُن کو دس گنا خونبہا دیدیں گے۔ شیطان لعنہ بولا کہ یہ رائے بیہودہ ہے۔ وہ بولے کیونکر؟ اُس نے کہا کہ محمدؐ کا جو قاتل ہوگا وہ یقینًا مارا جائیگا۔ تم میں سے وہ کونسا سُورما ہے جو اپنی جان لڑا دے اور اپنے قتل کرانے پر آمادہ ہوجائے اس لئے کہ جس وقت محمدؐ قتل کیا گیا تو تمام بنی ہاشم اور اُن کے ہم سوگند بنی خزاعہ خون کے مطالبہ کے لئے اِکٹھے ہوجائینگے اور بنی ہاشم کبھی اس بات پر راضی نہ ہونگے کہ قاتلِ محمدؐ زندہ رہے اور زمین پر چلتا پھرتا رہے۔ لامحالہ تمہارے مابین تمہارے ہی حرم میں لڑائیاں شروع ہوجائینگی اور تم فنا ہوجاؤ گے۔ اس پر ایک دوسرا بولا کہ میری رائے اَور ہے۔ ابلیس لعنہ نے کہا وہ کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ ہم محمدؐ کو ایک گھر میں قید کردیں۔ روزانہ کھانا پانی وہاں پہنچا دیا کریں یہاں تک کہ وہ مرجائے جیسے کہ زہیر اَور نابغہ اور امرءُ القیس مرگئے ابلیس لعنہ نے کہا۔ یہ پہلی رائے سے بدتر ہے۔ وہ بولا کیونکر؟ ابلیس لعنہ نے کہا کہ بنی ہاشم کبھی اس پر راضی نہونگے اور جب عربوں کے یہاں جمع ہونیکا موسم آئیگا تو وہ اُن سے فریاد کرینگے وہ سب تمہارے برخلاف مجمع کرکے محمدؐ کو نکال لائینگے۔ ایک اور شخص بولا کہ اچھا یہ بھی نہ سہی ہم اپنے شہر سے اُن کو نکالے دیتے ہیں پھر ہم اپنے معبودوں کی عبادت بفراغت کیا کرینگے۔ ابلیس بولا کہ یہ رائے پہلی دونوں رایوں سے اَور بدتر ہے۔ قریش بولے کیونکر؟ ابلیس لعنہ بولا اس طرح کہ تم جان بوجھ کر میدانِ عرب میں ایک ایسے شخص کو بھیجتے ہو جو صورت میں سب سے زیادہ حسین ہے۔ زبان جس کی سب سے زیادہ چلتی ہے۔ کلام میں سب سے زیادہ فصیح ہے تو ضرور ہے کہ وہ جنگلی عربوں کو خوب دھوکا دیگا اور اپنی زبان کے زور سے اُن سب کو مطیع کرلیگا کچھ زیادہ عرصہ نہ گزریگا کہ تمہارے برخلاف اُن کو لاکر پیادوں اور سواروں سے میدان کو بھر دیگا۔ اب وہ سب حیران رہ گئے۔ پھر سب نے ابلیس لعنہ سے کہا کہ اے شیخ تم ہی بتاؤ کہ آخر کونسی رائے اختیار کیجائے؟ ابلیس لعنہ نے جوابدیا کہ اس بارے میں رائے صرف ایک ہی ہے۔ سب بولے وہ کیا ہے؟ اُس نے کہا یہ ہے کہ قریش کی جتنی شاخیں ہیں اُن سب میں سے ایک ایک آدمی جمع کرو اور ایک بنی ہاشم میں سے بھی ہو اور اُن میں سے ہر ایک ایک آہنی حربہ یا تلوار یا آہنی چھُری لیلے اور ایک ہی وقت سب مکان میں گھس پڑیں اور ایک ہی مرتبہ سب کے سب ضربت لگائیں تاکہ اُن کا خون تمام قریش میں پھیل جائے اور بنی ہاشم بوجہ اس کے کہ ایک اُن میں کا بھی شریک ہوگا خون کا مطالبہ ہی نہ کرسکیں۔ اور اگر وہ تم سے سوال بھی کریں کہ دیت دیدو تو زیادہ سے زیادہ اُن کو تین دیت دیدینا یعنی تین گُنا خونبہا وہ بولے کہ ہم تو دس دیت تک دینے کو موجود ہیں یعنی دس گُنا تک۔ الحاصل شیخ (شیطان) نجدی کی یہ رائے سب کے نزدیک پاس ہوگئی۔ وقتِ معینہ پر سب جمع ہوئے اور ابولہب جناب رسولِ خدا کا چچا بنی ہاشم کی طرف سے اُن میں داخل ہوا جبرئیل امین نے جناب رسولِ خدا کو اطلاع دی کہ قریش اس طرح آپ کے برخلاف تدبیر کرنے کے لئے دار الندوہ میں جمع ہوئے ہیں اور آنحضرتؐ کو اسی بارے میں یہ آیت پہنچائی۔ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸۶ سطر ۹) قریش نے باہم اس پر اتفاق کیا کہ رات کو آنحضرتؐ کے گھر میں گھس پڑیں اور آپ کو قتل کردیں اسی نیت سے مسجد الحرام کی طرف سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پھٹکارتے گئے اور جاکر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے۔ اسی کے بارے میں پروردگارِ عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸ سطر اس میں مُكَاءً سے مراد ہے منہ سے سیٹی بجانا اور تَصْدِيَةً سے مراد ہے ہاتھوں سے تالیاں پیٹنا یہ آیت پہلی آیت إِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الخ پر معطوف ہے گو موجودہ ترتیب میں کئی آیتوں کے بعد لکھی گئی ہے مقررہ شب کی شام ہوئی تو قریش اکٹھا ہوکر آئے کہ گھر میں گھس پڑیں مگر ابولہب نے کہا کہ میں تم کو رات کے وقت اندر نہ جانے دونگا اس لئے کہ گھر میں کچھ بچے ہیں کچھ عورتیں اور ہم اس بات سے مطمئن نہیں ہوسکتے کہ کسی کا ہاتھ غلطی سے اُن پر پڑ جائے بس رات کو تو ہم اُن کو گھیرے رہینگے جب صبح ہوگی تو ہم ضرور اندر اُنکے پاس جائینگے (اور جو کچھ کرنا ہے کر گزرینگے) پس جنابِ رسولِ خدا کے حجرے کے گرد اگرد یہ لوگ سو رہے۔ اُدھر جنابِ رسولِ خدا نے حکم دیا کہ اُنکے لئے بچھونا بچھایا جائے۔ بچھونا بچھایا گیا تو علیؑ ابنِ ابیطالب کو بلاکر فرمایا کہ تم اپنی جان مجھ پر فدا کرو۔ عرض کی یا رسول اللہ! حاضر ہوں۔ فرمایا میرے بچھونے پر سو جاؤ اور میری چادر اوڑھ لو۔ پس جنابِ علیؑ مرتضےٰ جنابِ رسولِ خدا کے بچھونے پر سوئے اور انکی چادر اوڑھ لی۔ اس میں جبرئیلؑ امین آئے اور انہوں نے جنابِ رسولِ خدا کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرتؐ کو قریش کے روبرو باہر نکالا وہ سب سو رہے تھے اور آنحضرتؐ یہ آیت تلاوت فرماتے جاتے تھے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ۔ (دیکھو صفحہ ۲۰۳ سطر ۵) جبرئیلؑ امین نے عرض کی کہ اب آپ غارِ ثور کا راستہ لیں یہ مکّے کے راستے پر ایک پہاڑ ہے جس کا مَدّو[a] بیل کا سا مَدّو ہے۔ پس آنحضرتؐ غارِ ثور میں جا پہنچے اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اِدھر صبح ہوئی تو قریش مکان میں جا گھسے اور بچھونے پر حملہ کا قصد کیا کہ ایک دفعہ ہی جنابِ علیؑ مرتضےٰ جھپٹ کر اُنکے سامنے کھڑے ہوگئے دریافت کیا کہ یہاں آنے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ وہ بولے کہ محمدؐ کہاں ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تم نے مجھ کو اُنکا نگہبان مقرر کیا تھا جو مجھ سے دریافت کرتے ہو؟ تم کہا نہیں کرتے تھے کہ ہم تم کو اپنے شہر سے نکال دیں گے پس وہ تمہارے شہر سے نکل گئے ہونگے۔ اب یہ لوگ لگے حضرتؑ کو مارنے اور کہنے کہ تم ساری رات تو ہم کو دھوکا دیتے رہے۔ جواب میں جب حضرتؑ نے اُنکی خبر لی تو بھاگے۔ پھر وہ (جنابِ رسولِ خدا کی تلاش میں) پہاڑوں میں پھیل گئے۔ اُن میں ایک شخص بنی خزاعہ میں سے تھا جس کا نام ابوکرز تھا۔ یہ نشانِ قدم سے کھوج نکال لیا کرتا تھا۔ قریش نے اس سے کہا کہ اے ابوکرز! تمہارے

---

[a] مَدّو بیل کے جسم کے اُس حصے کو کہتے ہیں جو پشت اور گردن کے درمیان اُبھرا ہوا ہوتا ہے۔ اسکو بعض بعض جگہ ٹھانٹ بھی بولتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

فن کی جانچ کا آج موقعہ ہے چنانچہ وہ آنحضرتؐ کے دروازے پر آ کھڑا ہوا اُس نے کہا کہ یہ محمدؐ کا قدم ہے اور ایک اور مقام پر جا کر کہا کہ یہاں سے دوسرا قدم بھی ساتھ ہوا ہے۔ صورت یہ تھی کہ ابوبکر جناب رسولِ خدا کی طرف آتا تھا اس کو جناب رسولِ خدا اپنے ہمراہ لیگئے تھے۔ پھر ابوکرز نے کہا کہ یہ دوسرا قدم یا ابوقحافہ کے بیٹے کا ہے یا خود ابوقحافہ کا۔ پھر آگے بڑھکر اُس نے کہا کہ یہاں سے ابوقحافہ کا بیٹا ہی گزرا ہے۔ بہرحال وہ انکو لئے چلا گیا تا آنکہ اُن کو غارِ ثور کے دروازے پر جا کھڑا کیا۔ پھر اُس نے کہا وہ اس جگہ سے آگے نہیں بڑھے یا تو آسمان پر چڑھ گئے یا زمین میں جا گھسے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک مکڑی کو بھیجدیا تھا کہ اُس نے غار کے دروازے پر جالا تن دیا اور فرشتوں میں سے ایک سوار دروازۂ غار پر (حفاظت کے لئے) آ کھڑا ہوا تھا۔ ابوکرز نے کہا کہ اس غار میں کوئی نہیں ہو سکتا اب یہ لوگ تو یہاں سے متفرق ہوگئے اور اللہ نے اپنے رسولؐ کی حفاظت فرمائی اِن لوگوں کو دیکھنے نہ دیا پھر آنحضرتؐ کو یہاں سے ہجرت کرنے کی اجازت دیدی (اس کے ساتھ نوٹ نمبر ایک صفحہ ۵۰ قرآن مجید مترجم مع ضمیمہ متعلقہ بھی ملاحظہ کیجئے)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۲۸۷

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جبکہ جناب رسولِ خدا نے قریش سے یہ فرمایا تھا کہ اللہ نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ میں تمام دنیا کے بادشاہوں کو (اگر وہ دینِ حق قبول نہ کریں) تو قتل کردوں اور اُن کی سلطنت تمکو دلوادوں۔ اور جس بات کی طرف تم کو بلاتا ہوں اُسے قبول کرلو کہ تم اُس کے ذریعے سے عرب کے بھی مالک ہو جاؤ گے اور عجم بھی اُسی کے ذریعے سے تمہارے مطیع ہو جائینگے اور جنت کے بھی تم بادشاہ ہوگے تو ابوجہل نے جناب رسولِ خدا سے حسد کرنے کے باعث یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اگر جو کچھ محمدؐ کہتے ہیں یہ برحق ہے اور تیری طرف سے ہے تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر۔ پھر کہنے لگا کہ ہم اور بنی ہاشم گھوڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کے مانند تھے جب وہ حملہ کرتے ہم بھی حملے کرتے اور جب وہ نیزہ مارتے تھے تو ہم بھی نیزہ مارتے تھے اور جب وہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے تو ہم بھی بھڑکاتے تھے جب دوڑ میں ہم اور وہ بالکل مساوی ٹھہرے تو اُن میں سے ایک کہنے والے نے یہ کہدیا کہ ہم میں ایک نبی موجود ہے تو ہم اس امر پر کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ بنی ہاشم میں تو نبی ہو اور بنی مخزوم میں نہو پھر بولا غُفْرَانَكَ اَللّٰهُمَّ (یا اللہ! تیری مغفرت درکار ہے) اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (دیکھو صفحہ ۲۸۷ سطر ۴) اس آیت میں يَسْتَغْفِرُوْنَ سے اشارہ اسی قول غُفْرَانَكَ اَللّٰهُمَّ کی طرف ہے پھر جب اُنہوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا اور حضرتؐ کو مکہ سے نکالدیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْا

اَوْلِیَآءَہٗ ۰ (دیکھو صفحہ ۲۸ سطر ۶) وَمَا کَانُوْا اَوْلِیَآءَہٗ کا یہ مطلب ہے کہ قریش مکہ میں رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ اِنْ اَوْلِیَآءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ اے رسول تم اور تمہارے ساتھی اس لائق ہو کہ اسی میں رہو اسی بناء پر خدائے تعالےٰ نے بدر کے دن قریش کو مبتلائے عذاب کیا کہ ان کے بزرگ قتل کر دئے گئے۔ کافی میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ جس حال میں جناب رسول خدا تشریف فرما تھے جناب امیر المومنین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ تم میں عیسےٰ ابن مریمؑ کی شباہت ہے اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری اُمت کے بعض گروہ تمہارے بارے میں ویسا ہی کچھ کہنے لگیں گے جیسا کہ نصارٰے عیسےٰ ابن مریمؑ کے بارے میں کہتے ہیں تو میں تمہارے بارے میں ایک ایسی بات کہتا کہ آدمیوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی تم گزرتے وہ تمہارے قدموں کے نیچے کی خاک برکت حاصل کرنے کے لئے اُٹھا لیا کرتا۔ فرماتے ہیں[۵] کہ آنحضرتؐ کا یہ قول سُنکر دو بدوؤں کو (مراد ابوبکر و عمر ہیں) اور مغیرہ بن شعبہ کو اور قریش میں سے بہت سوں کو سخت غصہ آیا کہنے لگے کہ اس رسول کو کسی طرح چین ہی نہیں پڑا جب تک کہ اپنے چچا زاد بھائی کو عیسےٰ ابن مریمؑ کے برابر نہ کر دیا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل کی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ یَصِدُّوْنَ ؟ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَیْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۰ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۰ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ (مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ) مَّلٰٓئِكَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ۰ (دیکھو صفحہ ۲۸ سطر ۷) فرماتے ہیں کہ حارث ابن عمر فہری کو یہ آیتیں سُنکر بڑا غصہ آیا اور اُس نے یہ کہا کہ یا اللہ اگر یہ امر تیری طرف سے ہے اور برحق ہے کہ بنی ہاشم بادشاہت کے یکے بعد دیگرے وارث ہوتے رہیںگے (جیسے کہ ہرقل کے بعد ہرقل ہوتا ہے) تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر۔ خدائے تعالےٰ نے آنحضرتؐ پر حارث کا مقولہ بھی نازل فرمایا اور اُس کے بعد کی یہ آیت بھی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۰ (دیکھو صفحہ ۲۸ سطر ۸) پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرو یا تو توبہ کر ورنہ یہاں سے چلدے۔ چنانچہ اُس نے اپنی سواری منگائی اور سوار ہو کر شہر سے باہر گیا جیسے ہی وہ باہر پہنچا ہے ایک پتھر اُس پر آکر گرا کہ اُس نے اُس کی کھوپڑی کو چکنا چور کر دیا۔ جناب رسول خدا کے پاس اُس وقت جس قدر منافق بیٹھے ہوئے تھے اُن سے جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنے یار کی حالت دیکھ لو اور اُس نے جس چیز کی دعا کی تھی وُہ اُس پر آپڑی اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۰ (دیکھو صفحہ ۴۰۹ سطر ۸ تفسیر مجمع البیان

[۵] یہ روایت اگرچہ بظاہر مرفوع ہے اور امام علیہ السلام کے اسم گرامی کی اس میں تصریح نہیں مگر عجب نہیں کہ وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو اس لئے کہ ابو بصیر انہی بزرگواروں کے اصحاب میں داخل ہیں اس صورت میں ممکن ہوگا کہ اس قول کے قائل امام علیہ السلام ہوں۔ واللہ یعلم ۱۲

میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آبا و اجداد کے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا نے علی مرتضےٰ کو غدیر خم کے دن اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اور ارشاد فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ یہ بات مشہور شہر پہنچی تو نعمان بن حرث فہری آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور اُس نے عرض کی کہ آپ نے اللہ کی طرف سے ہم کو یہ حکم پہنچایا کہ اس کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں نیز آپ نے ہم کو جہاد کا حکم دیا۔ حج کا حکم دیا۔ روزہ کا حکم دیا۔ نماز کا حکم دیا اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ ہم نے ان سب کو قبول کر لیا۔ پھر بھی آپ کی کسی طرح سیری نہیں ہوئی یہانتک کہ آپ نے اس لڑکے کو ہم پر حاکم بنا دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ تو اب یہ بات آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اُس اللہ کی جسکے سوائے کوئی معبود نہیں ہے یہ حکم اللہ کی طرف سے ہی ہے پس نعمان بن حرث نے پیٹھ پھیری اور وہ یہ کہتا ہوا چلا کہ یا اللہ اگر یہ حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پتھر اُسکے سر پر آ کر گرا جس نے اُسکو وہیں ڈھیر کر دیا اور اسکے بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ (دیکھو صفحہ ۹۰۰ سطر ۹) قول مترجم۔ اگر کسی کو ان روایتوں میں اختلاف معلوم ہو تو وہ ذرا غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ ایک واقعہ کا چند مرتبہ واقع ہونا خلاف عقل نہیں ہے۔ ابو جہل و حرث ابن عمرو فہری و نعمان ابن حرث فہری نے غضب و غصہ میں ایک طرح کی دعا کی ہو گو مختلف اوقات میں کی ہو تو تعجب کی کوئی بات نہیں۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ا متعلق صفحہ ۲۸۰

وافی میں ابو اسحٰق لیثی سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ یہ فرمایئے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں میں سے کوئی مومن جب اپنے ایمان اور معرفت کے کمال کو پہنچ جائے آیا زنا کا مرتکب بھی ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی لواطہ کا؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کی چوری کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی کیا شراب پی لیگا؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی کیا کسی گناہ کا بھی ارتکاب اُس سے ممکن ہے؟ فرمایا نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں ان جوابات سے بہت ہی متحیر ہوا اور میرا تعجب بہت ہی بڑھ گیا۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! میں تو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں میں اور آپ کے دوستوں میں ایسے لوگ پاتا ہوں کہ کوئی اُن میں سے شراب پیتا ہے کوئی سود کھاتا ہے کوئی زنا کرتا ہے کوئی لواطہ کرتا ہے کوئی نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور جہاد اور ایسے امورِ خیر میں سستی کرتا ہے یہاں تک کہ اُن میں بعض ایسے بھی موجود ہیں کہ اُن کا مومن بھائی مختصر سی حاجت اُن کے پاس لیکر آتا ہے اور وہ اُسے بھی پوری نہیں کرتے۔ یا ابن رسول اللہ فرمایئے یہ کیونکر ہے؟ اور کس وجہ سے؟ راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا کہ اے ابو اسحٰق جو کچھ تم کہہ چکے اس کے سوا تے اور بھی تم کو کچھ کہنا ہے؟ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! ضرور عرض کرنا ہے وہ یہ کہ میں ناصبیوں میں

بعض بعض ایسے اشخاص کو بھی پاتا ہوں کہ مجھے اُن کے کفر میں تو ذرا بھی شک نہیں ہے مگر وہ ان سب باتوں سے پرہیز کرتے ہیں یعنی نہ شراب کو حلال جانتے ہیں اور نہ کسی مسلمان کا پیسہ مار لیتے ہیں نہ نماز و زکوٰۃ و حج و روزہ و جہاد میں سستی کرتے ہیں بلکہ مومنین و مسلمین کی حاجتیں صرف خدا کی خوشنودی کے لئے پوری کرتے ہیں اب فرمائیے کہ یہ کیوں ہے؟ اور کیونکر ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ابراہیم اس کے متعلق ایک باطنی امر ہے اور وہ پوشیدہ راز ہے اور وہ خزانۂ الٰہی کا ایسا دروازہ ہے جو اب تک کھولا نہیں گیا وہ تم پر اور بہت سوں پر اور تمہارے یار دوستوں پر مخفی ہے اور خدا تعالےٰ نے اسکی اجازت نہیں دی کہ اس کا راز اور اُس کا غیب عام طور پر کھولا جائے ہاں اُن لوگوں پر کھولا جاسکتا ہے جو اس کے متحمل ہو سکتے ہیں اور اُس کے اہل بھی ہوں۔ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہ! خدا کی قسم میں تو آپ حضراتؑ کے رازوں کا رازدار ہوں۔ آپ حضراتؑ کا دشمن اور ناصبی نہیں ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ابراہیم! بیشک تو ایسا ہی ہے لیکن ہمارا علم ایسا مشکل اور دشوار ہے کہ اُس کا متحمل کوئی ہو ہی نہیں سکتا سوائے اس کے کہ فرشتۂ مقرب ہو یا نبیِ مرسل ہو یا ایسا مومن ہو جس کے قلب کا امتحان خدا تعالےٰ ایمان کے بارے میں لے چکا ہو اور یہ بھی سمجھ لے کہ تقیہ ہمارا دین اور ہمارے باپ دادا کا دین ہے اور جو شخص تقیہ نہ کرے وہ بیدین ہے اور اے ابراہیم! اگر میں یہ کہوں کہ تقیہ کا چھوڑنیوالا بے نماز کی مانند ہے تو یہ کہنا میرا بالکل حق ہوگا۔ اے ابراہیم! ہماری حدیثوں میں سے ہمارے اسرار میں سے ہمارے علم باطنی میں سے ایسی باتیں ہیں جن کی برداشت نہ مقرب فرشتے کر سکتے ہیں نہ مرسل نبی نہ وہ مومن جن کا خدا تعالےٰ امتحان لے چکا ہو۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے آقا اور اے میرے مولا! پھر اُن کی برداشت کون کر سکتا ہے؟ فرمایا جسے اللہ چاہے اور جسے ہم چاہیں۔ پھر تین دفعہ فرمایا کہ خبردار ہو جا جو شخص ہمارے اسرار کو سوائے اہل کے کسی دوسرے پر ظاہر کر دیگا وہ ہم میں سے نہ ہوگا۔ آگاہ ہو کہ جو شخص ہمارا راز فاش کر دیگا خدا تعالےٰ اس کو لوہے کی حرارت کا عذاب چکھائیگا۔ پھر فرمایا کہ اے ابراہیم! جس علم باطن کا تو نے سوال کیا تھا اور جو خدا تعالےٰ کے علم میں اس وقت تک مخزون و محفوظ تھا یا اُس نے اپنے رسولؐ کو بتلایا تھا یا اُس کے رسولؐ نے اپنے وصی جناب امیر المومنین علیہ السلام کو تعلیم فرمایا تھا لے ہم تجھ پر ظاہر کرتے ہیں پھر حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (دیکھو صفحہ ۹۱۵ سطر ۱۱) اے ابراہیم! تو نے مجھ سے ہمارے مولا امیر المومنین علی ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے شیعوں میں سے جو مومن ہیں اُن کا حال دریافت کیا۔ اور ناصبیوں میں سے جو زاہد و عابد ہیں اُن کا۔ انہی کے بارے میں خدا تعالےٰ نے فرماتا ہے وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (دیکھو صفحہ ۵۷۰ سطر ۵) اور انہی کے بارے میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ؕ

(دیکھو صفحہ ۹۴۲ سطر۱) ان ناصبیوں کی جبلت میں یہ بات داخل ہے کہ ہم سے بغض رکھیں ہمارے فضائل کو رد کرتے ہیں۔ ہمارے جدّ امجد جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت کو باطل سمجھیں معاویہ اور بنی امیہ کی خلافت کو حق سمجھیں اور یہ گمان کرتے رہیں کہ وہ خدا کی زمین میں خدا کے خلیفہ تھے اور یہ بھی گمان کرتے رہیں کہ جس نے ان کے خلاف خروج کیا اُس کا قتل واجب ہے۔ اور اس بارے میں محض جھوٹی روائتیں بیان کرتے رہیں۔ یہ بھی روائت کرتے رہیں کہ جو شخص غالب آجائے گو وہ خارجی اور ظالم بھی ہو اُس کے پیچھے نماز جائز ہے اور یہ بھی روایت بیان کریں کہ جناب امام حسین علیہ السلام (معاذ اللہ) خارجی تھے جنہوں نے یزید ابن معاویہ کے برخلاف خروج کیا اور یہ بھی گمان کرتے رہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنا زکوٰۃ کا مال سلطان وقت کے حوالے کر دیا کرے گو وہ ظالم ہی ہو۔ اے ابراہیم! یہ سب کچھ خدا کے بھی برخلاف ہے اور رسولِ خدا کے بھی۔ سُبحان اللہ! ان لوگوں نے خدا کے برخلاف کیسا جھوٹ کا طوفان اٹھایا ہے اور رسولِ خدا کے خلاف بھی محض جھوٹ بولتے ہیں۔ ان لوگوں نے اللہ کی بھی مخالفت کی ہے اور اللہ کے رسول اور اُن کے برحق خلفاء کی بھی۔ اے ابراہیم! میں تمہارے لئے اس مضمون کی تشریح کتاب خدا سے ایسی کروں گا جس سے نہ کسی کو انکار کی مجال ہو سکے نہ فرار کا موقع مل سکے۔ اور جس نے خدا کی کتاب کا ایک حرف بھی رد کیا وہ یقیناً خدا اور خدا کے رسولؐ کا منکر ہو گیا۔ میں نے عرض کی۔ یا ابن رسول اللہ! جو مضمون میں نے حضور سے دریافت کیا ہے یہ کتاب خدا میں ہے؟ فرمایا ہاں یہی مضمون جو تم نے مجھ سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں کے بارے میں اور اُنکے ناصبی دشمنوں کے بارے میں دریافت کیا۔ کتابِ خدائے عزّ وجلّ میں موجود ہے۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! یہی بجنسہٖ؟ فرمایا ہاں یہی بجنسہٖ اور اُس کتاب میں جس کی تعریف میں خدا فرماتا ہے۔ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۙ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ (دیکھو صفحہ ۷۶۶ سطر ۲) اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (دیکھو صفحہ ۸۴۳ سطر ۱۱) کیا تم سمجھے کہ یہ زمین کونسی ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ حضرت نے فرمایا سمجھ لو کہ خدائے عزّ وجلّ نے ایک زمین طیب و طاہر پیدا کی اور اُسکے اندر سے ایک ایسا چشمہ جاری کیا جس کا پانی صاف، ستھرا، میٹھا، مزیدار اور ایسا جس کا پینا گوارا ہو اور اُس زمین پر ہم اہلبیت کی ولایت عرض کی گئی تو اُس نے اسے قبول کر لیا۔ پس خدا تعالےٰ نے وہی پانی سات دن اُس پر جاری رکھا پھر ساتویں دن کے بعد اُس پانی کو اُس پر سے غائب کر دیا اور اُس مٹی کے خلاصہ میں سے ایک طینت لی جس کو اُس نے ائمہ علیہم السلام کی طینت قرار دیا۔ پھر خدا تعالےٰ نے اُسکی معمولی مٹی لی اور اِسی طرح ہماری اُس بچی ہوئی طینت سے ہمارے دوستوں اور شیعوں کو پیدا کیا۔ پس اے ابراہیم! اگر تمہاری طینت بھی یونہی چھوڑ دی جاتی جیسے کہ ہماری طینت چھوڑ دی گئی تھی تو تم اور ہم برابر ہوتے۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ

ہماری طینت کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا اُس نے تمہاری طینت میں آمیزش کردی اور ہماری طینت میں کوئی آمیزش نہیں کی۔ میں نے عرض کی یابن رسول اللہ! ہماری طینت میں کس چیز کی آمیزش کی گئی؟ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک زمین شورہ زار خبیث وبدبو دار بھی پیدا کی تھی اور اُس میں ایک چشمہ جاری کیا تھا جس کا پانی کھاری سخت شور اور بدبودار تھا۔ پھر اُس زمین پر بھی جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت عرض کی تھی اُس نے اُس کو قبول نہ کیا اور وہ پانی سات دن تک اُس نے اُس پر جاری رکھا اُس کے بعد اُس پانی کو اُس سے غائب کردیا پھر اُس خبیث سڑی ہوئی مٹی میں سے جو بدتر سے بدتر تھی کچھ لی اور اس سے کافروں کے امام سرکشوں کے امام اور بدکاروں کے امام پیدا کئے گئے۔ پھر اُس طینت میں سے جو باقی رہا اُس کی طرف توجہ فرمائی اور اُس کو ہماری طینت کے ساتھ آمیز کردیا اگر اُن کی طینت اپنے حال پر چھوڑ دی گئی ہوتی اور تمہاری طینت کے ساتھ اُس کی آمیزش نہ فرماتا تو وہ لوگ کبھی کوئی نیک کام نہ کرتے نہ وہ کسی کی امانت ادا کرتے نہ اقرار شہادتین کرتے نہ روزہ رکھتے نہ نماز پڑھتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ حج کرتے بلکہ صورت تک میں تم سے مشابہ نہ ہوتے۔ اے ابراہیم! مومن پر اس سے زیادہ کوئی بات گراں نہیں گزرتی کہ وہ خدا کے دشمنوں میں سے کسی کی صورت خوبصورت دیکھے اور اس بیچارہ کو اس بات کی خبر نہو کہ وہ خوبصورتی مومن کی طینت اور اُسکے مزاج کی وجہ سے ہے۔ اے ابراہیم! پھر خدا تعالےٰ نے اُن دونوں طینتوں کی پہلے اور دوسرے پانی کے ساتھ آمیزش فرمائی۔ پس تم ہمارے شیعوں اور دوستوں میں جو سود خواری۔ زناکاری۔ لواطت خیانت۔ شرابخوری اور نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جہاد کے بارے میں غفلت دیکھتے ہو یہ سب ہمارے دشمن ناصبی اور اُن کی اصل اور اُنہی کے مزاج کی وجہ سے ہے جو اُن کی طینت میں شامل ہوگئی اور جو کچھ ان دشمنوں ناصبیوں میں زہد۔ عبادت۔ نماز کی پابندی۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج اور جہاد کی ادائیگی اور اعمال خیر و نیک دیکھتے ہو یہ سب کے سب مومن کی طینت اُسکی اصل اور اُسکی آمیزش کی وجہ سے ہے۔ جس وقت خدا تعالےٰ کی حضور میں مومن کے اور ناصبی کے اعمال پیش ہونگے۔ تو خدا تعالےٰ ارشاد فرمائیگا کہ میں منصف ہوں ظلم ہرگز نہ کرونگا۔ مجھے اپنی عزت و جلال اور رفعت کی قسم ہے میں کسی مومن کو اُس گناہ کی وجہ سے سزا نہ دونگا جو ناصبی کی طینت اور صلیت کی آمیزش کے سبب اُس سے ہوگیا ہے۔ یہ نیک اعمال جتنے ہیں یہ سب مومن کی طینت کی وجہ سے ہوتے ہیں اور یہ جتنے بداعمال مومن سے ہوئے ہیں یہ ناصبی اور دشمن کی طینت کی وجہ سے اور اللہ تعالےٰ جل شانہٗ اُن میں سے ہر ایک کے لئے اُسی چیز کو چسپاں کردیگا جس سے اُسکی اصل اور اُسکا جوہر اور اُسکی طینت ہے اور وہ اپنی کُل مخلوق میں سے اپنے بندوں کے حال سے خوب واقف ہے۔ کیوں اے ابراہیم کیا اس میں تو کوئی ظلم یا جور یا زیادتی پاتا ہے؟ پھر حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَہٗۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ؕ (دیکھو صفحہ ۳۸۹ سطر ۲) اے ابراہیم! جس وقت سورج طلوع ہوتا ہے تو اُس کی شعاعیں ملکوں ملکوں میں ظاہر ہوجاتی ہیں تو آیا وہ

سورج کے کرہ سے علیحدہ ہوتی ہیں یا اُس سے متصل۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اُسکی شعاعیں دنیا میں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں مگر جب وہ غائب ہوتا ہے تو شعاعیں بھی لوٹ جاتی ہیں اور اُسی طرف رجوع کرتی ہیں کیا ایسا نہیں ہوتا؟ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! ضرور ایسا ہوتا ہے۔ فرمایا بس تو اسی طرح ہر ہر چیز اپنی اپنی اصل اور جوہر اور عنصر کی طرف عود کرے گی۔ جب قیامت کا دن ہوگا خداتعالےٰ اُس ناصبی دشمن سے مومن کی اصل اُس کا مزاج اور اسکی طینت اور اُس کا جوہر اور عنصر مع کل اعمال صالحہ کے لیکر اُنکو مومن کے حوالے فرمادیگا اور اسی طرح اُس مومن سے ناصبی کی اصل اور اُس کا مزاج اور اُسکی طینت اور اُسکا عنصر مع کل اعمالِ بد کے لیکر ناصبی کے حوالے فرمادیگا۔ اور یہ خدائے جل جلالہٗ وتقدست اسماؤہ کی جانب سے عدل ہی عدل ہوگا۔ اس لئے کہ وہ خود ناصبی سے فرمائیگا کہ تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا۔ یہ اعمال خبیثہ تیری ہی طینت اور تیرے ہی مزاج کے باعث ہیں اور تو ہی انکا سب سے زیادہ مستحق ہے اور یہ اعمالِ نیک مومن کی طینت اور اُس کے مزاج کے موافق ہیں لہٰذا وہ اُنکا مستحق ہے۔ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا کَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝ (دیکھو صفحہ ۴۷۴ سطر ۹) آیا اس میں تم کوئی ظلم وجور دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! بالکل نہیں بلکہ میں تو بڑی بڑھی ہوئی حکمت اور نہایت کھلا ہوا عدل وانصاف دیکھتا ہوں۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا۔ آیا اس مطلب کو میں قرآن مجید سے اور زیادہ کھولکر تمہیں سمجھاؤں؟ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! ضرور سمجھایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا دیکھو کیا اللہ تعالےٰ یہ نہیں فرماتا کہ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ؕ لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۶۲ سطر ۴) نیز خدائے عزوجل فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی جَہَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ ۝ لِیَمِیْزَ اللّٰہُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَیَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَہٗ عَلٰی بَعْضٍ فَیَرْکُمَہٗ جَمِیْعًا فَیَجْعَلَہٗ فِیْ جَہَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸۰ سطر ۲۔ نوٹ بھی اسی کے متعلق ہے) میں نے عرض کی سبحان اللہ! جو شخص اس آیت کو سمجھے اُس کے لئے خدائے تعالےٰ نے مطلب کو کتنا کھولدیا اور اس نحوس مخلوق کے دل (جنہوں نے آلِ رسولؐ کو چھوڑ دیا ہے) آیاتِ الٰہی کا مطلب سمجھنے سے کتنے اندھے ہوگئے ہیں۔ حضرتؑ نے (یہ سُنکر) ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم! اسی مطلب کو تو خداتعالےٰ نے بھی فرماتا ہے۔ اِنْ ہُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ ہُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ (دیکھو صفحہ ۵۰۹ سطر ۱۱) خداتعالےٰ اس پر بھی راضی نہیں ہوا کہ اُن کو گدھوں سے بیلوں سے گتوں سے اور چوپایوں سے تشبیہ دے بلکہ مضمون کو ترقی دیکر فرمایا۔ وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ہَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ (دیکھو صفحہ ۵۱۰ سطر ۵) نیز فرماتا ہے وَہُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (دیکھو صفحہ ۴۸۵ سطر ۱) نیز فرماتا ہے یَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ عَلٰی شَیْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّہُمْ ہُمُ الْکٰذِبُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۸۶۹ سطر ۵) وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُہُمْ کَسَرَابٍۭ بِقِیْعَۃٍ

يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـئًا (دیکھو صفحہ ۵۶۶ سطر ۴) اسی طرح یہ ناصبی جو جو نیک عمل آگے بھیج چکا ہے انکو اپنے حق میں نافع خیال کرتا رہیگا مگر جب وہاں پہنچیگا تو انکو کوئی چیز نہ پائیگا پھر اسی مضمون کی خدا تعالےٰ نے دوسری مثل بیان فرمائی ہے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۠ (دیکھو صفحہ ۵۶۶ سطر ۶) پھر حضرت نے فرمایا کہ اے ابراہیم! آیا میں اسی مضمون کو قرآن مجید سے تمہارے واسطے اور بھی بیان کروں؟ میں نے عرض کی یابن رسول اللہ! ضرور بیان فرمائیے۔ فرمایا دیکھو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (دیکھو صفحہ ۵۸۲ سطر ۱۱) مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ ہمارے شیعوں کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیگا اور ہمارے دشمنوں کی نیکیوں کو بدیوں سے (اور خدا تعالےٰ اپنے اختیارات کا اظہار اس طرح فرماتا ہے) یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ۝ (دیکھو صفحہ ۴۱۲ سطر ۴) نیز فرماتا ہے وَ اللّٰهُ یَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ (دیکھو صفحہ ۴۰۵ سطر ۶) نیز فرماتا ہے لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْـَٔلُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۱۵ سطر ۱۱) اے ابراہیم یہ خدا تعالےٰ کے علوم مکنونہ اور اسرار مخزونہ میں سے بعض باتیں تھیں جو میں نے تم کو بتلادی ہیں۔ آیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ ان باطنی باتوں میں سے کچھ اور بھی تمہارے سینہ میں زیادہ ہو جائیں؟ میں نے عرض کی یابن رسول اللہ! ضرور حضرت نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَ لْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ؗ وَ لَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۠ (دیکھو صفحہ ۶۳۳ سطر ۱۱) اسی خدا کی قسم جس کے سوائے کوئی معبود نہیں اور جو صبح کا نور پھیلانے والا اور زمینوں کا اور آسمانوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ میں نے تم کو ٹھیک ٹھیک خبر دے دی۔ اور اللہ اعلم و احکم ہے۔

ابراہیم ع ۲۷

رعد ع ۱/۴

انبیاء ع ۲۳

قول مترجم۔ اس حدیث کو دیکھنے والے شاید شبہ کریں کہ جب خدا تعالےٰ نے ایسی طینت سے پیدا کیا تو پھر کفار و منافقین اور مجرمین کا قصور ہی کیا ہے؟ تو وہ یہ سمجھ لیں کہ ابتدائے عالم ارواح میں روحوں پر۔ طینت پر۔ آب پر خدا گانہ ولایتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ عرض کی گئی ہے تو حجت انپر وہیں تمام ہو چکی اور جن جن چیزوں نے اُس ولایت کو قبول نہ کیا۔ انہی سے کفار و منافقین کی پیدائش کی گئی۔ لہذا خدا کی حجت غالب ہے۔ اُس پر کسی دوسرے کی حجت غالب نہ آسکے گی۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۴ متعلق صفحہ ۲۹

تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

نے سورۂ براءت (کی اوّل آیتیں) ابوبکر کو دیکر بغرضِ شرکتِ موسم روانہ فرمایا کہ وہاں لوگوں کو پڑھ کر سُنا دے۔ اِس پر جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور یہ حکم لائے کہ تبلیغِ رسالت کا کام آپ کی طرف سے صرف علیؑ ابن ابیطالب انجام دے سکتے ہیں اس پر جنابِ رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضٰے کو بلایا اور یہ حکم دیا ناقۂ غضبا پر سوار ہو اور یہ حکم دیا کہ ابوبکر سے جا مِلو اور سورۂ براءت اس سے لے لو۔ اور مکہ میں جا کر لوگوں کو خود سُنا دو۔ جب (علیؑ مرتضٰے راہ میں) جا ملے تو ابوبکر نے پوچھا کہ آیا آنحضرتؐ کسی وجہ سے ناراض ہو گئے؟ فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ آنحضرتؐ کو یہ حکم پہنچا کہ تبلیغ کوئی کر ہی نہیں سکتا سوائے اُس شخص کے جو تمہارا خاص الخاص ہو۔ پس جب علیؑ مرتضٰے مکہ پہنچے اور وہ قربانی کا دن تھا۔ ظہر کے بعد پہنچے ہیں اور وہ موقع بھی حجِ اکبر کا تھا۔ تو حضرتؑ کھڑے ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ لوگو! میں تم سب کی طرف جنابِ رسولِ خدا کا رسول ہوں۔ پس اُن سب کو یہ پڑھ کر سُنایا بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ الخ (دیکھو صفحہ ۲۹۷ سطر ۵) یہاں چار مہینے سے مراد ذی الحجہ کے باقی بیس۲۰ دن پورا مہینہ محرم کا۔ سارا ماہِ صفر اور پورا ماہ ربیع الاوّل اور دس دن ماہ ربیع الآخر کے۔ پھر فرمایا کہ بیت اللہ کا کوئی مرد یا عورت برہنہ طواف نہ کرے اور نہ کوئی مشرک اُس کے پاس پھٹکے۔ سوائے اُس کے جس کا عہد جنابِ رسولِ خدا کے ساتھ ہو۔ سو اُس کی مدت بھی اس بارے میں صرف چار مہینے ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محمد ابنِ مسلم کی روایت کے بموجب ابوبکر نے یہ دریافت کیا تھا کہ یا علیؑ! جس وقت سے میں جنابِ رسولِ خدا کی خدمت سے جُدا ہُوا ہوں آیا میرے بارے میں کوئی حکم خاص نازل ہوا ہے؟ فرمایا نہیں! بلکہ اللہ کو یہ منظور ہی نہیں ہے کہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے سوائے اُن کے خاص الخاص آدمی کے کوئی اَور شخص تبلیغِ رسالت کا کام انجام دے۔ اِس کے بعد وہ حضرت خود موسم میں تشریف لے گئے۔ اور خدا و رسولِ خدا کا پیغام مقامِ عرفہ میں بھی پہنچایا مقامِ مزدلفہ میں بھی پہنچایا۔ اور خاص قربانی کے دن جہاں کنکریاں پھینکی جاتی ہیں وہاں ایام تشریق (قربانی کے دنوں) میں ہر روز باآوازِ بلند بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ پڑھ کر پہنچایا اور صاف صاف یہ کہدیا کہ آئندہ کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کے پاس طواف نہ کرے۔

تفسیر مجمع البیان میں علمائے شیعہ سے یہ بھی روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا نے امیرِ حاج بھی حضرت امیرؑ ہی کو مقرر فرما دیا تھا اور یہ بھی کہ جب اُن حضرتؑ نے ابوبکر سے سورۂ براءت (کی آیتیں) لیلی تو ابوبکر واپس آ گیا۔

نیز اُس تفسیر میں اور تفسیر عیاشی میں بروایتِ جنابِ امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہے کہ جس وقت جنابِ علیؑ مرتضٰے علیہ السلام نے لوگوں سے خطاب فرمایا ہے تو اپنی تلوار بھی کھینچ لی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ اب سے بیت اللہ کا کوئی شخص برہنہ طواف نہ کرے اور کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے جسکی مدت باقی ہے اُسکی تو مدت ہے اور جس کیلئے کوئی مدت نہیں اُسے صرف چار مہینے کی مہلت دیجاتی ہے۔ مفصل خطبہ حضرتؑ کا قربانی کے دن تھا اور چار مہینے سے مراد ذی الحجہ کے ۲۰ دن محرم۔ صفر اور ربیع الاوّل کے پورے تین مہینے اور ماہ ربیع الآخر کا اوّل کا عشرہ ٭

(ختم شد پارہ نہم ۹)